اذانِ بلال

مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذانِ بلال رضی اللہ عنہ

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ ﴾ سب کو معلوم ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری صورت سے تو سیاہ فام تھے تاہم اُن کے دل کا آئینہ صاف وشفاف اور روشن تھا اور اس کو ایمان کے نور نے اس وقت منور کیا جب وادئ بطحا کی سفید مخلوق اپنے حسن کے غروراور زعم شرافت (گمان شرافت) میں ضلالت وگمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھارہی تھی۔ اس وقت گنتی کے جن سات بزرگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازِ حق پر لبیک کہا اور نورِ اسلام سے اپنے دلوں کو منور کیا ان میں حبشی غلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

کمزور ہمیشہ سے ہی ظلم وستم کا نشانہ بنتا رہا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک غلام تھے اس لئے عرب کی سفید مخلوق نے جو کہ اُس وقت گمراہی کی اندھیری غاروں میں بھٹک رہی تھی سب سے زیادہ ظلم اس حبشی غلام پر توڑے۔ آپ تپتی ہوئی ریت اور جلتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے، مشرکین کے لڑکے ان کے گلے میں رسیاں ڈال کر انہیں گھسیٹتے رہے۔ غرضیکہ ہر قسم کا ظلم وستم آپ پر توڑا گیا جو کہ وہ توڑ سکتے تھے لیکن ان تمام روح فرسا جان (بے حد اذیت ناک) گسل آزمائشوں کے باوجود آپ نے توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ابوجہل ان کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر پتھر کی چکی رکھ دیتا تھا اور جب آفتاب کی گرمی اور تپش ان کو بیقرار کر دیتی تو وہ کہتا ''بلال اب بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین خدا سے باز آجا''، مگر اس حالت میں بھی بلال کے منہ سے احد احد ہی نکلتا تھا۔

غلامی سے رہائی ﴾ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز حسبِ معمول مشقِ ستم وظلم بنائے جارہے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا اور یہ کرب ناک (دردناک) منظر دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور ایک گرانقدر رقم معاوضہ کے طور پر دے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلامی سے رہائی دلوائی اور آزاد کرالیا۔ مدینہ میں اسلام بے بس اور مجبور نہ تھا یہاں پہنچنے کے بعد اسلام اور دین متین کی اصولی تدریس اور تکمیل کا سلسلہ ہوا۔ مسجد تعمیر ہوئی اور نماز قائم ہوئی اور اعلانِ عام کے لئے اذان کا طریق وضع کیا۔ حضرت بلال سب سے پہلے بزرگ ہیں جو اذان دینے پر مامور ہوئے ان کی آواز نہایت دلکش اور شریں (میٹھی) اور بلند تھی۔ اذان کی آواز سن کر مسلمان والہانہ وارفتگی کے ساتھ ان کے گرد جمع ہو جاتے تو حضرت آستانۂ نبوت پر کھڑے ہو کر پکارتے

حَیَّ علی الصلٰوۃ　　حی علی الفلاح　　الصلوۃ یارسول اللّٰہ　　اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور نماز کھڑی ہوتی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن خاص تھے اس بناء پر اُن کو ہمیشہ خانۂ خدا میں حاضر رہنا پڑتا تھا حالاتِ دنیاوی سے سروکار نہ تھا۔عبادت شب زندہ داری ان کا خاص مشغلہ تھا ایمان کو تمام اعمالِ حسنہ کی بنیاد سمجھتے تھے۔ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، پھر جہاد اور پھر حج۔

شہرتِ اذان ﴾ ویسے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت کے ہر شعبہ میں بے مثیل و بے عدیل (بے مثال) تھے لیکن اذان کے عمل میں تو آپ اتنے مشہور تھے جتنی خود اذان ۔ زندگی بھر آپ کا یہی مشغلہ رہا بلکہ آخرت میں اہل جنت کے کانوں میں حضرت بلال کی اذان ہی گونجے گی ۔ اس رسالہ میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند یادگار اذانوں کی تفصیل ہے۔اہل اسلام کی خدمت میں فقیر یہ ایک تحفہ نذر کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

فقط

محمد فیض احمد اُویسی رضوی

فضائل بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف مؤذن تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں متعدد اعزازات حاصل تھے اسی لئے آپ کے بیشمار فضائل ہیں منجملہ ان کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ ابن ماجہ اور مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ان میں یہ آٹھ ہستیاں ہیں ''حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفارِ مکہ میں سے ایک رئیس اُمیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اکثر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا شرف حاصل کرتے رہتے تھے اور دل میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا بے پناہ احترام تھا۔ کچھ عرصہ سے اسلام اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کے اعلان کے بارے میں کفار کی اپنے آقا امیہ کے ساتھ گفتگو بھی سن چکے تھے۔ کفار کی عادات کے خلاف جذبات رکھتے تھے۔ فطری پاکیزہ عادات کی بدولت امن وسکون، مساوات واخوت کے خواہاں تھے۔ جب اسلام کا کچھ تعارف ان تک پہنچا تو فوراً حلقۂ اسلام میں شامل ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام قبول فرمایا اور ایک طویل عرصہ کفار کے مظالم برداشت کرتے رہے۔ ان کی استقامت اور جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف سے منہ مانگے دام ادا کر کے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد فرمایا۔

شب معراج جنت میں دیکھے گئے یہ اعزاز سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قابلِ رشک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب شبِ معراج جنت کے قریب پہنچے تو آپ نے جنت میں حضرت بلال کے چلنے کی آواز سنی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ اے بلال جنت میں میں نے تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔ (مشکوٰۃ) [1]

یعنی انسان کے چلنے پر جوتوں سے جو چرچراہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کے چلنے سے اس کے جوتوں کی چرچراہٹ سنی۔

غور فرمایئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ کل تک جو بلال ایک حبشی غلام تھے

---

[1] (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ: الفصل الاول، باب التطوع۔ الفصل الاول، الحدیث ۱۳۲۲، جلد ۱، صفحہ ۲۹۵، المکتبۃ الاسلامی، بیروت)

آج حضور کے دامن سے وابستہ ہو کر آسمانوں کی بلندیوں سے بھی زیادہ بلندی پا گئے اور جنت میں ٹہلنے لگ گئے۔ سچ ہے کہ

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا　　خاک کے ذروں کو ہمدوشِ ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

ایک دوسری حدیث شریف میں یوں ارشاد ہوتا ہے، **مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ أَمَامِی**[۲]

یعنی میں جب بھی کبھی جنت میں داخل ہوا اپنے آگے میں نے تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔

اس حدیث میں یہ جملہ قابل غور ہے کہ میں جب بھی کبھی جنت میں داخل ہوا اس کے متعلق ارشاد ہوا:

(ما دخلت الجنة قط) يدل على دخوله -صلى الله عليه وسلم- إياها [۳]

یعنی اس جملہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہی نہیں بلکہ متعدد بار جنت میں تشریف لے گئے ہیں۔

سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا یہ جنت بھی ہمارے حضور کا اپنا ایک گھر ہے جب چاہیں اندر تشریف لے جائیں۔ کیوں صاحب! یہ اپنے ہی گھر کی تو شان ہے کہ آدمی جب چاہے اس میں چلا جائے دوسرے کے گھر میں اس طرح کون جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے مالک ہیں اور الحمد للہ یہ جنت بھی حضور کی ہے اور یہ امت بھی حضور ہی کی ہے اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ

گنہگاروں کو جنت میں کوئی جانے سے کیوں روکے　　کہ وہ جنت محمد کی تو یہ امت کی

اور اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا ہے کہ

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب اے منکر دور ہو　　ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

---

[۲] (سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، الحدیث ۳۶۹۸، جلد ۵، صفحہ ۶۲۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(مسند احمد بن حنبل، الحدیث ۲۳۳۸۴، جلد ۵، صفحہ ۳۵۴، عالم الکتاب، بیروت)

(مشکوۃ المصابیح، باب التطوع، الفصل الثانی، جلد ۱، صفحہ ۲۹۶، الحدیث ۱۳۳۵، المکتب الاسلامی، بیروت)

[۳] (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب التطوع، الفصل الثانی، الحدیث ۱۳۳۵، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸، ادارۃ البحوث العلمیۃ والدعوۃ والافتاء، الجامعۃ السلفیۃ، بنارس الھند)

مقامِ جنت ﴿ ایک بات اور بھی سمجھ لو کہ یہ جنت جس کا ذکر ہو رہا ہے یہ ہے کہاں؟ خوب یاد رکھو کہ یہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ

عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰىo عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰىo (پارہ ۲۷،سورۃ النجم،آیت ۱۴،۱۵)

ترجمہ: سدرۃ المنتہٰی کے پاس اس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔

یعنی یہ جنت سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہے اور سدرۃ المنتہٰی ساتوں آسمان کے اوپر ہے۔ (دیکھئے تفسیر روح البیان) [۴]

یہی وہ جگہ ہے جہاں شب معراج جبریل امین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس میں آپ کے ساتھ یہیں تک آیا ہوں اور اب آگے بڑھنا میرے بس کی بات نہیں اس جگہ سے اگر ایک بال بھر بھی آگے بڑھوں تو فروغِ تجلی (تابناکی تجلی) سے میرے پَر جل جائیں گے۔

میرے بھائیو! جب یہ پتہ چل گیا کہ سدرۃ المنتہٰی ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور جنت سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہے تو اب یہ معلوم کیجئے کہ سدرۃ المنتہٰی ہماری اس زمین اس کتنی دور واقع ہے حدیث پاک میں آتا ہے

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ قَالَ بَیۡنَمَا نَبِیُّ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَأَصۡحَابُهُ إِذۡ أَتَی عَلَیۡهِمۡ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِیُّ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا هَذَا فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ هَذَا الۡعَنَانُ هَذِهِ رَوَایَا الۡأَرۡضِ یَسُوقُهُ اللَّهُ تَبَارَکَ وَتَعَالَی إِلَی قَوۡمٍ لَا یَشۡکُرُونَهُ وَلَا یَدۡعُونَهُ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا فَوۡقَکُمۡ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِیعُ سَقۡفٌ مَحۡفُوظٌ وَمَوۡجٌ مَکۡفُوفٌ ثُمَّ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ کَمۡ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَهَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَهَا مَسِیرَةُ خَمۡسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا فَوۡقَ ذَلِکَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوۡقَ ذَلِکَ سَمَاءَیۡنِ مَا بَیۡنَهُمَا مَسِیرَةُ خَمۡسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّی عَدَّ سَبۡعَ سَمَاوَاتٍ مَا بَیۡنَ کُلِّ سَمَاءَیۡنِ کَمَا بَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡأَرۡضِ ثُمَّ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا فَوۡقَ ذَلِکَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوۡقَ ذَلِکَ الۡعَرۡشَ وَبَیۡنَهُ وَبَیۡنَ السَّمَاءِ بُعۡدُ مَا بَیۡنَ السَّمَاءَیۡنِ ثُمَّ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا الَّذِی تَحۡتَکُمۡ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الۡأَرۡضُ ثُمَّ قَالَ هَلۡ تَدۡرُونَ مَا الَّذِی تَحۡتَ ذَلِکَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعۡلَمُ قَالَ فَإِنَّ تَحۡتَهَا أَرۡضًا أُخۡرَی بَیۡنَهُمَا مَسِیرَةُ خَمۡسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتَّی عَدَّ سَبۡعَ أَرَضِینَ بَیۡنَ کُلِّ أَرۡضِیۡنِ مَسِیرَةُ خَمۡسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِی نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ

---

[۴] (تفسیر روح البیان، پارہ ۲۷،سورۃ النجم،آیت ۱۴،جلد ۹،۲۲۴،دار الفکر، بیروت)

لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ رَجُلًا بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ٥) (پارہ۲۷،سورۃالحدید،آیت۳) ۵ؕ

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آسمان پر بادل چھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بادل ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس قوم کی طرف چلاتا ہے جو نہ تو اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے دعا مانگتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بلند آسمان ہے جو محفوظ چھت اور روکی ہوئی موج ہے۔ پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ پھر تمہیں معلوم ہے اس سے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے اوپر دو آسمان ہیں دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے حتیٰ کہ آپ نے سات آسمان شمار کئے اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین سے پہلے آسمان تک ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو اس سے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس سے اوپر عرش ہے آسمان اور اس کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے نیچے کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا زمین ہے پھر دریافت فرمایا اس سے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا اس سے نیچے دوسری زمین ہے دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے یوں سات زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم سب سے نچلی زمین کی طرف ایک رسی لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے پھر پڑھا ''وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے''۔

اب آپ ذرا حساب لگائیے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کی دوری کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے اس زمین سے پہلا آسمان پانچ سو سال کی مسافت تک دور ہے اور پھر اس آسمان سے دوسرا آسمان تک اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان تک

۵ؕ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ الحدید، الحدیث ۳۲۹۸، جلد ۵، صفحہ ۴۰۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اتنا ہی فاصلہ ہے پھر اس کے بعد چوتھے آسمان تک اور پھر وہاں سے پانچویں تک اور پانچویں سے چھٹے تک اور چھٹے سے ساتویں تک بھی پانچ پانچ سو سال ہی کے سفر کا فاصلہ ہے۔ پھر اس کے اوپر سدرۃ المنتہٰی ہے اور اس کے پاس جنت ہے گویا جنت یہاں سے اس قدر دور دراز ہے کہ حساب وشمار سے بھی باہر ہے۔

اب سنیئے پھر وہی حدیث پاک کہ اے بلال میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آواز سنی۔ کیوں صاحب! یہ آواز جو بلال کے چلنے کی حضور نے جنت میں سنی یہ کہاں کی تھی؟ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت بلال زمین پر ہی رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کو تنہا تشریف لے گئے تھے تو لامحالہ حضرت بلال زمین پر ہی چلے تھے اور اسی زمین پر چلنے کی آواز کو حضور نے جنت میں سن لیا تھا تو میرے بھائیو اب خود ہی فیصلہ کرلو کہ جس محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سماعت شریف کا یہ عالم ہو کہ ہزاروں سال کی مسافت تک اس قدر دور دراز پہنچ کر بھی زمین پر چلنے کی آواز کو وہ سن لے تو آج ہم اگر سیالکوٹ یا لاہور یا کراچی میں نعرۂ رسالت لگائیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ ہماری آواز سن لیں۔ (از تقریر شبیر)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزاروں اذانیں پڑھی ہوں گی لیکن چند اذانیں تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہیں۔ فقیر ان کا ذکر کر کے رسالہ کا نام اذانِ بلال تجویز کرتا ہے۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ

اذان نمبر ۱ فتح مکہ کے دنوں میں حرم محترم کی تطہیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کو جمع کر کے ان کے سامنے ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ اس خطبہ میں جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب تھے انہوں نے ۲۳ برس تک اسلام اور آنحضرت کی مخالفت وعداوت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اور پیروانِ اسلام پر ناگفتہ (بے پناں) رحمت وشفقت سے کام لے کر ان تمام لوگوں کو یک قلم معاف کر دیا اور وہ وقت آیا کہ کعبۃ اللہ میں پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام پہلا فریضۂ نماز ادا کریں اور سقف حرم سے اذان کی آواز بلند کی جائے۔ یہ ایک نہایت اہم اور

شاندار تاریخی موقعہ تھا صحابہ کرام بہت سے ایسے بزرگوار تھے جو اہل عرب کے خیال کے مطابق نسبی (خاندانی) شرف و مجد (بزرگی) کے مالک تھے لیکن پیغمبر اخوت و مساوات نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف و امتیاز عطا فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ کی ذاتِ واحدیت و کبریائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و عبدیت کا اعلان کیا۔ ذرا اس حالت کا تصور کیجئے جب ہر طرح کے ارباب جاہ وثروت اور اہل فضل و کرم و کمال کی موجودگی میں ایک حبشی زادہ جو زندگی کا بڑا حصہ غلامی میں گزار چکا تھا سقف کعبہ پر چڑھ کر توحید و رسالت کی منادی کر رہا تھا یہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔(پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

کا کتنا شاندار عملی مظاہرہ تھا۔ قریش مکہ نے حضرت بلال کی اذان سنی تو غیرت قومی سے بے چین ہو گئے اور آپس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدزبانیاں کرنے لگے جس کی خبر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب کر کے باز پرس کی تو چونکہ انہوں نے اپنی تنہا صحبت میں یہ باتیں کی تھیں اس لئے اس رازدارانہ گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع ہو جانے کو معجزہ سمجھا اور حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

انتباہ یہی محبوب دور تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ علم غیب سے کافر کو دولت اسلام نصیب ہوتی لیکن شومئی قسمت (بدبخت) کہ آج علم غیب کے معجزے کے عقیدہ رکھنے والے مسلمان کو کافر کہا جا رہا ہے۔

یہ عجب رنگ ہیں زمانے کے

اذانِ هذا کی خصوصیت اقلیم (خطہ) ہند کے مایہ ناز نامور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس اذان کے متعلق کس جوش و خروش کے ساتھ فرماتے ہیں کہ یہ وقت بھی اپنے اندر نہایت نعمت و بزرگی رکھتا تھا جس کے دامانِ جلال تک درست ادراک کی رسائی ناممکن ہے اس وقت کی عظمت کی حقیقت کو حاملانِ عرش سے پوچھنا چاہیے کہ حضرت بلال کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچی تھی کہ اس سے بھی گزر گئی تھی خداوندا اس وقت کے طفیل ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رکھ اور کلمہ اسلام کو اور بلند و بالا فرما۔ (مدارج النبوۃ، جلد دوم)

سائنس کی تائید غیر مسلم تو غیر مسلم ہی ہے عوام مسلم کی بات ہی کیا۔ علم کے بعض مدعیان اسے نہ صرف ناممکن گردانتے ہیں بلکہ اپنے خصوصی نظریات کے تحت اسے تسلیم کرنے والے کو مشرک کہے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن آج کل

کے سائنسی دور میں اسے پاگل خانہ میں پہونچایا جاسکتا ہے اسی لئے سائنسی قوت سے آج ہم ہزاروں میل کی آواز اپنے کانوں سے نہ صرف سن رہے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں اور قاعدۂ شرعیہ سب کو مسلم ہے کہ سائنس کی قوت سے روحانی قوت ہزاروں بار بڑھ کر ہے اور سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اذان کا عرش سے آگے گزرجانا روحانی قوت سے تھا نہ کہ جسمانی اور مادی طاقت سے۔

اذان نمبر ۲ سودائی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (جن کی زبان پر ذکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاداش میں دہکتے ہوئے انگارے رکھے گئے تھے اور زبان گنگ ہوگئی تھی) پر ایک دفعہ لوگوں نے اعتراض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان غلط دیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بلال کے عشق سے واقف تھے فرمایا چلو آج پھر اذان کوئی اور پڑھے۔ چنانچہ صبح کی اذان کسی اور صحابی نے پڑھی جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان سے روک دیا گیا تو وہ اپنے حجرے میں جاکر رونے لگے ادھر لوگ صبح کا انتظار کررہے تھے مگر وقت وہیں ساکت تھا صبح نہیں ہوئی تھی۔ لوگ پریشان تھے کہ کیا ماجرا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوچنے ہی لگے تھے کہ فرشتۂ وحی تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک حضرت بلال اذان نہ دیں گے صبح نہیں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈنے لگے تو وہ مسجد میں نہ تھے ان کے حجرے میں گئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ مبارک آنسوؤں سے تر پایا گلے لگا کر کہنے لگے اے بلال تیری آواز کے بغیر تو خدا نے عرش کا کام ہی بند کردیا۔ دنیا وہیں ساکت ہوگئی یہ لوگ جھوٹے ہیں اب اُٹھو اذان پڑھو تاکہ نظامِ کائنات دوبارہ عمل میں آئے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور پھر صبح نمودار ہوئی۔

ازالۂ وھم بعض لوگ واقعہ مذکورہ کو غلط کہتے ہیں وہ خود غلط ہیں یہ واقع حوالہ جات اور مدلل و محقق طور پر فقیر کی تصانیف میں پڑھئے۔

اذان نمبر ۳ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں جب تمام ملک شام فتح ہوگیا اور صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جو اسلام کا سابق قلعہ وقبلہ اور عیسائیوں کا مرکز دین تھا تو اس کے محاصرہ کے بعد وہاں کے باشندوں نے سپہ سالارِ اعظم امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ خلیفۂ اسلام تشریف لائیں اور اپنے دست مبارک سے معاہدہ صلح مرتب فرمادیں تو ہم شہر کو ان کے حوالے کریں چنانچہ اہالیان بیت المقدس تشریف لے گئے اہل شہر کے لئے معاہدہ صلح تحریر فرمایا شہر مسلمانوں کے سپرد ہوگیا۔ ان مہمات (اہم امور) سے فارغ ہونے کے بعد

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا خطبہ سے فراغت پائی تو نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو کیا خدا کے لئے اذان نہیں سناؤ گے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم ﴾ اس واقعہ میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان تو ہے نہیں لیکن خصوصیت سے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا عشق تھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر اذان سننے کی پیشکش کر دی پھر اذان سننے پر وہی کیفیت ہوئی کہ سب کی جان لبوں پر آ گئی۔ اس واقعہ کے حوالہ جات اور تحقیق فقیر کے رسالہ ''عشق رسول اور صحابہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

اذان نمبر ٤ ﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھنی چھوڑ دی اس لئے کہ جوں ہی اذان پڑھتے تو جان بہ لب ہو جاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ چونکہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کرایا تھا اس احسان کے اظہار پر ممکن ہے آپ کا فرمان مان کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سنائیں لہٰذا آپ انہیں اذان کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے مجھے اس لئے آزاد کروایا ہے یا اپنی مصاحبت (میل جول) کے لئے۔ آپ نے فرمایا خدا کے لئے۔ بلال بولے میں نے حضور سے سنا ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بڑا کام ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پیامِ موت کے اسی عمل خیر کو لازمہ (ضروری) حیات بناؤں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہیں اللہ اور اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم مجھے اس عالم پیری میں داغِ مفارقت نہ دو۔ چنانچہ اس التجا اور فرمان کی وجہ سے حضرت بلال عہد صدیقی کے غزوات میں شریک نہ ہو سکے تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ان سے اجازت لے کر شریک ہوئے۔ جس کی تفصیل فقیر نے آپ کے حالات کی کتاب "مرآة الجمال فی حیات البلال" لکھ دی ہے۔

ھجرتِ شام ﴾ دورِ خلافت فاروقِ اعظم میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک شام کی سرسبز و شادابی پسند آ گئی تھی۔ خلیفہ ثانی سے اجازت لے کر یہاں کے ایک قصبہ میں مستقل اقامت اختیار کر لی اور پھر یہاں شادی کر لی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عرصہ شام میں رہے اس کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمارہے ہیں بلال اس خشک زندگی میں تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کو آؤ اس خواب نے ماضی کی یاد تازہ کردی مدینہ کی راہ لی اور روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے اہل مدینہ نے اذان کی فرمائش کی آپ نے انکار کردیا۔ اہل مدینہ نے آپ کے ہاں حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سفارشی بنایا۔ حضرت حسین کی سفارش نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر سے بے قرار کردیا۔ اس وقت درِ رسول پر حاضر ہوکر مرغِ بسمل (ذبح مرغ) کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی اور وہ جوش ومحبت کے ساتھ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین کو گلے سے لگا کر پیار کررہے تھے۔ ان دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ آج صبح کے وقت اذان دیجئے گو وہ ارادہ کرچکے تھے کہ حضور اکرم کے بعد اذان نہ دینگے تاہم ان کی فرمائش کو ٹال نہ سکے۔ صبح کے وقت مسجد کی چھت پر کھڑے ہوکر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو تمام مدینہ گونج اُٹھا اس کے بعد نعرۂ توحید نے اس کو اور بھی پُرعظمت بنادیا لیکن جب "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰہ" کے الفاظ فضا میں گونجے تو عورتیں تک بے قرار ہوکر پردوں سے نکل پڑیں اور تمام عاشقانِ رسول کے رخسار آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں ایسا پُراثر منظر کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نامِ محمد" میں پڑھیے۔

فائدہ اس اذان نمبر ۴ کو لوگ ایک دوسرے انداز میں بیان کرتے ہیں وہ بھی پڑھ لیں۔

وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذانِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر کے عہد خلافت میں ان کی اجازت سے ۱۶ھ میں شام کے مہمات میں شریک ہوگئے بیت المقدس میں جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے تو جہاں لشکر اسلام کے ممتاز سرداروں نے آپ کا استقبال کیا ان میں حضرت سیدنا بلال بھی تھے۔ دورانِ قیام ایک روز حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے اذان کی درخواست کی آپ نے فرمایا اگرچہ میں نے عہد کرلیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان نہ دوں گا مگر آپ کی خواہش آج ضرور پوری کروں گا پھر آپ نے ایسی دلکش آواز میں اذان دی کہ سارے نمازی تڑپنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی سب کی نگاہوں کے سامنے عہد رسالت کے مبارک زمانے کا نقشہ کھینچ گیا۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرصہ تک شام میں ہی اطمینان کے ساتھ رہتے رہے کہ ایک رات خواب میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ اے بلال کب تک یہ خشک زندگی بسر کرتے رہو گے کیا وقت نہیں آیا کہ ہماری زیارت کرو۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح اُٹھتے ہی سفر کا انتظام کیا اور مدینہ منورہ کی راہ لی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا تھا۔ حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مل کر بہت روئے۔ روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے تو مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور پروانے کی طرح آستانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے لگے۔ لوگوں کی خواہش ہوئی کہ بلال ہمیں اذان سنا دیں لیکن وہ کہتے ہیں کس کو سناؤں کن کی طرف اشارہ کر کے ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کہوں۔ لوگوں نے شہزادگانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دیں کہ وہ اذان پڑھیں اس لئے کہ وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں آپ لوگوں کا کہنا نہیں ٹال سکتے۔ ان صاحبزادوں نے آپ سے فرمائش کی کہ ایک دن صبح کی اذان دیجئے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی فرمائش رد نہ کر سکے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر کھڑے ہو کر اس بلبل گلستانِ نبوت نے نغمۂ توحید سنایا۔ مدینہ منورہ کی فضاء میں جو اذان گونجی تو تمام لوگ تڑپ اُٹھے، عورتیں اور بچے گھر سے نکل پڑے۔ بچوں نے پوچھنا شروع کر دیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب آئیں گے انہیں دیکھے عرصہ ہو گیا۔ مدینہ کی فضاء اب تک سوگوار ہے ہمارے کلیجے کی ہوک اب تک دبی نہیں للہ کوئی ہمارے نبی کو بھی بلا دے ہماری آنکھیں ان کی زیارت کے لئے تڑپ رہی ہیں ہماری گلیاں مدینہ کی وادیاں کب تک سونی رہیں گی ہم کب تک جدائی کے غم برداشت کرتے رہیں گے۔

ہر دل پھٹنے لگا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت کے اتنے دنوں بعد جو دلوں کو ذرا سکون ملا تھا وہ غم دوبارہ ابل پڑا۔ سسکیوں سے مدینے کی فضا لرز اُٹھی اور جب ''اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰہ'' کہتے ہوئے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی طرف اشارہ کیا تو درد وغم کا ایک دریا اُبل پڑا۔ مدینے کے باشی چیختے ہوئے بلک اُٹھے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلیجہ ہاتھوں سے تھام لیا اور اذان کے مینارے سے گر کر شہید ہو گئے۔ عاشقانِ رسول تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے آنسوؤں سے ہر کسی کی داڑھی تر بتر ہو گئی۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

لیکن اسی اذان میں شہید ہونے کی بات صرف امام شہید مرحوم نے کی ہے اور یہ جمہور کے مزاج کے خلاف ہے۔ آپ کا وصال دمشق میں ہوا اور وہیں پر آپ کے مزار مشہور ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''مرأة الجمال'' میں۔

منظوم واقعہ مذکورہ

کسی صاحب نے قصہ مذکور کو نظم اردو میں ڈھالا۔ ناظرین کی نزہتہ نظر کے پیش نظر حاضر ہے

قصہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دل سے سنو دوستوں یہ داستان لکھتا ہے یوں راوی رنگیں بیان
عشق و محبت کی نشانی ہے یہ عاشقِ صادق کی کہانی ہے یہ
ایک موذن تھا نبی کا بلال ہجرت سے اُس ماہ کے گھٹا جوں بلال
دامِ محبت میں گرفتار تھا شیفتہ طرہ طرار تھا
تشنہ سر چشمہٴ دیدار تھا نرگسِ بیمار کا بیمار تھا
خستہ ہوا بعد وفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آہ کبھی کرتا تھا روتا کبھی
قد وحشت دل لے گئی آرام جان جاتی رہی طاقت و تاب و تواں
ہاتھ لگا بڑھنے گریباں تلک کرتا تھا دل لگی آگ بجھی جاں تلک
دیکھ کر اس دلبر رعنا کی قبر عشق غمگین کو نہ آتا تھا صبر
جب سے سنا تھا افسوس کدھر جاؤں میں اس سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤں میں
حیف مدینے میں رہے یہ بلال اور اُسے دیکھے نہ وہ حسن و جمال
مرگ سے بدتر ہے مری زندگی جینے سے اب مجھ کو ہے شرمندگی
وصل نہیں پاتا ہوں جیسے میں اب میں نہیں رہنے کا مدینے میں اب
شیفتہ کا کل شب فام کو دل کو جو یاد آئی چلا شام کو
چھوٹ گیا دیس جو محبوب کا شام کا ملک آنکھوں میں تاریک تھا
پھر صبح وطن تیرہ تراز شام تھی کالی بلا شام ہوئی شام کی
لوگ لگے پوچھنے تم کون ہو آئے ہو اس دیس میں کس کام کو
کس لئے یاں آئے ہو کیا کام ہے رہتے ہو کس ملک میں کیا نام ہے
کیوں تمہیں بھایا ہے فقیری لباس کس کے لئے رہتے ہو ہر دم اداس
اس دل شیدا میں کس کا بروگ اوڑھے ہوئے کالا سا کمل ہو کیوں
کون سا ہے عارضہ بیکل ہو کیوں سن کے یہ تقریر دیا یوں جواب

عارضہ تو عشق ہے خانہ خراب کیا کہوں پھر تم سے کہ میں کون ہوں
تازہ ہے دل پر مرے داغِ جنوں کام نہ دیکھو مرا ناکام ہوں
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہوں ذرۂ خورشید درخشاں ہوں میں
مورچہ راۂ سلیماں ہوں میں دیس ہمارا کبھی آباد تھا
یہ دل ناشاد کبھی شاد تھا فقر تو مقبول ہے دربار کا
خاص ہے تمغہ مری سرکار کا اوڑھتا کمل تھا مرا بادشاہ
جس کو نہ تھی دولت و دنیا کی چاہ کیسا شہنشاہ تھا عالی خصال
جیتے تھے ہم دیکھ کے جس کا جمال اس تو واں خلد کی بستی بسی
ہم کو ستاتی ہے یہاں بیکسی قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا فوج خدائی کا تھا وہ بادشاہ
وہ تو مرا ہو گیا لشکر تباہ نام زباں پر مری آتا نہیں
دل میں مرے شوق سماتا نہیں کہتا جو مسجد میں جا کر دو اذان
نام کے سنتے ہی نکلتی ہے جان عاشق ماتم زدہ سے جب پتہ
شام کے لوگوں کو اذاں کا ملا بولے یہ سب جان گئے ہم تمہیں
کچھ کہو پہچان گئے ہم تمہیں نام ہے شاید کہ تمہارا بلال
ہجر ہم پر سے ہو آشفتہ حال کیوں نہیں کہتے ہو کہ جینے سے تم
ہو کے خفا نکلے مدینے سے تم کہنے لگا خیر جو کچھ ہوں سو ہوں
تھوڑی جگہ دو تو یہاں پڑ رہوں بولے وہ سب لوگ کہ مثل نظر
آپ کا آنکھوں میں ہے گھر رہئے یہاں شوق سے آرام سے
ہم کو خبر دیجئے ہر کام سے بولا کہ ناکام ہے کام کیا
دل جو ہو بیمار تو آرام کیا الغرض اس طور سے وہ یار بن
کرتا تھا فریاد و فغاں رات دن کھانے پینے کی نہ تھی کچھ خبر

رونے سے بس کام تھا آٹھوں پہر　　ہر شب ہجراں سے سوا ایک شب

دل پہ زیادہ ہوا رنج و تعب　　کہتا تھا اگر آہ میں ہوتا اثر

کچھ بھی تو اس شاہ کو ہوتی خبر　　گر کشش من اثرلے داشتے

یار بسویم گذرے داشتے　　رفتی و پروانہ رویش شدے

شمعہ اگر بال و پرے داشتے　　کہ رخت از پردہ بروں آمدی

شامِ محبت سحری داشتی　　خان پہ بسمل سا تڑپنے لگا

غم سے ناگاہ جو غش آ گیا　　آگ سی بھڑکی دلِ بیتاب میں

دولت دیدار ملی خواب میں　　حسن خداداد دکھایا اسے

چاند سا مکھڑا نظر آیا اسے　　ماہ نہ تھا مہر شب افروز تھا

مہر نہ تھا نور تھا معبود کا　　ماہ کہاں اور وہ صورت کہاں

مہر کہاں نور کی مورت کہاں　　شام کی رونق ہوئی اس نور سے

حق کی تجلی تھی عیاں نور سے　　دوش پہ جو کاکل شب فام تھی

اس کے پھنسانے کے لئید ام تھی　　لوح جبیں نیمۂ ماہ تمام

ماہ جسے کرتا ہو جھک کر سلام　　ابرو باریک جو خم دار تھے

قتل کو عشاق کے تلوار تھے　　نرگس مخمور وہ میکش جسے

دیکھ کر سرمہ کی طرح دل پسے　　سرخی وہ ڈوروں کی وہ سرمہ سیاہ

شوخی وہ آنکھوں کی وہ نیچی نگاہ　　عاشق غمدیدہ کو تڑپا گئے

جس کی خدا کو بھی ادا بھا گئے　　دیکھ کر اس گوہر دنداں کی تاب

درِ عرق شرم سے تھا غرق آب　　رگ گل تازہ سے لب دیکھ کر

لعل یمن پیتا تھا خونِ جگر　　موئے محاسن رخ تاباں کے گرد

شب تھی مگر مہر درخشاں کے گرد　　قیامت موزوں سے قیامت خجل

فتنۂ و آشوب جہاں منفعل　　قد نہ تھا سر تا بقدم نور تھا

شمع سے سایہ بھی گریزاں ہوا — دیکھ کر اس شمع کو یہ بیقرار

کرتا تھا پروانہ جاں کو نثار — پاؤں پہ رکھ کر سر عجز و نیاز

عرض لگا کرنے کہ بندہ نواز — جب سے مدینہ سے سدھارے

حضور جینے سے بیزار ہوں میں ناصبور — آپ مجھے بھول گئے اس قدر

بندہ مسکیں کی نہ لی کچھ خبر — رحم سے ارشاد ہو اے بلال

ہوش میں آ تیرا کدھر ہے خیال — وصل مرا گر تجھے مقصود تھا

تو میں ترے پاس ہی موجود تھا — مجھ پہ جفا نے کیا کس لئے

میرا وطن چھوڑ دیا کس لئے — خاک سے اُٹھ قصد مدینہ کا کر

عمر دو روزہ یہ وہاں ہو بسر — پھر تو اسی جا سے سواری چلی

عاشق شیدا کو ہوئی بیکلی — چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت

شہ کو نہ پایا نہ زمرد کا تخت — تازہ مزا وصل کا یاد آگیا

حجرۂ تاریک میں گھبرا گیا — پھر وہی وحشت تھی وہی اضطراب

پھر دل وحشی سے کیا یوں خطاب — یواں بھی جنوں کا نہیں جاتا خلل

پھر جو کہا اشھد ان لاالٰہ الا — گم ہوا اللہ میں مانند آہ

ہوتا تھا عاشق یاسین سے — شین کا ہر لفظ ادا سین سے

شور ہوا عاشق یاسین سے — سین بھی یہ قابل تحسین ہے

آیا زباں پر جو محمد کا نام — بس لیا ہاتھوں سے کلیجے کو تھام

کہتے ہیں کوٹھے سے گرا کر بے خبر — کر گیا گرتے ہی خودی سے سفر

خاک پہ تڑپا جو وہ اندوہگیں — عرش کو جنبش ہوئی کانپی زمیں

عشق کا غم چارہ گر جاں ہوا — خانۂ محبوب کا مہماں ہوا

ضان گئی جان کے جویا کے پاس — پہنچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

ذرہ ہوا مہر درخشاں میں گم — قطرہ ہوا چشمۂ حیواں میں گم

پیاسے نے دریا سے ملاقات کی خوب تلافی ہوئی مافات کی

چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں شربت دیدار پلاتے ہیں یوں

حیف کہ ہم پھرتے ہیں شام و سحر حرص کا کاسہ لئے یوں دربدر

گھر کے دلدار کے در کے ہوئے ہم نہ ادھر کے نہ اُدھر کے ہوئے

رحمت عالم مجھے بلوایئے رحم میرے حال پر فرمایئے

شربت دیدار پلا دیجئے بہر خدا میری دوا کیجئے

ہند میں خاطر میری ناشاد ہے جلد خبر لیجئے فریاد ہے

مجھ کو نہیں چاہیے باغِ ارم سر ہو میرا آوردۂ خاکِ قدم

خاکِ درت برسرما تاج باد شب معراج باد

فائدہ یہ واقعہ محدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے دور سے سفر کرنے کے اثبات میں نقل کی ہے۔ابن عساکر نے حضرت ابوالدرداء سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔آج کل تو جالی مبارک کو چومنے والوں کو حرام حرام کی آوازیں کسی جاتی ہیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حدیث مذکور میں مروی ہے کہ فأتی قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فجعل یبکی عندہ ویمرّغ وجھہ علیہ [٦]

یعنی جب آپ کے قبرانور کی زیارت کی تو بار بار رو پڑتے اور چہرے کو بار بار قبرانور پر رکھتے۔

اگر چہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت اور آپ کا مزار شام میں مشہور ہے لیکن یہ واقعہ جسے مولانا غلام امام شہید نے بیان فرمایا بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا تو پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر واپس شام کو کیسے چلے گئے ہونگے لیکن چونکہ جمہور قول سے یہ نامناسب ہے اسی لئے اس کو ترجیح دے کر یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت سکتہ طاری ہوا ہوگا جسے موت سے تعبیر کیا گیا بعد از افاقہ انہیں شام پہونچایا گیا جہاں ان کا وصال ہوا۔(واللہ اعلم بالصواب)

یہ روایت سند جید کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔وفا الوفاء جلد ٢، الکوکب المعنی وغیرہ وغیرہ۔

---

[٦] (تاریخ الاسلام للامام الذھبی، جلد ١٧، صفحہ ٣٤، المکتبۃ التوفیقیۃ)

(مختصر تاریخ دمشق، ذکر من اسمہ ابراھیم، ابراھیم بن محمد بن سلیمان بن بلال، جلد ٢، صفحہ ٢٠٨، دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر، دمشق۔سوریا)

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، الفصل الثانی فی بقیۃ أدلۃ الزیارۃ الخ، جلد ٤، صفحہ ١٨٢، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اذانِ بلال اور معجزہ ﴿ عَنْ بِلَالٍ قَالَ: أَذَّنْتُ الصُّبْحَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ ثُمَّ أَذَّنْتُ فَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَأْنُهُمْ يَا بِلَالُ؟ قَالَ: قُلْتُ: كَبَدَهُمُ الْبَرْدُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اكْسِرْ عَنْهُمُ الْبَرْدَ قَالَ بِلَالٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ يَتَرَوَّحُونَ فِي السُّبْحَةِ أَوِ الصُّبْحِ يَعْنِي بِالسُّبْحَةِ صَلَاةَ الضُّحَىٰ (دلائل النبوۃ) ۷

یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ایک سرد رات میں صبح کی اذان کہی مگر کوئی نمازی نہ آیا میں نے پھر اذان دی پھر بھی کوئی نہ آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال آج لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا ان پر سردی غالب آگئی ہے۔آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو آپ نے فرمایا اے اللہ ان سے سردی کا زور توڑ دے۔ بلال کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ لوگ صبح اور چاشت کی نماز کے لئے آگے پیچھے چلے آرہے ہیں۔

فائدہ ﴿ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ آپ کے اختیار کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سردی کا زور توڑ دیا۔ آج ہم سردی ٹالنے کے لئے کئی قسم کے اسباب بناتے ہیں لیکن ہمارے سے سردی مکمل طور پر ٹلنے کا نام نہیں لیتی۔ جو لوگ دم بھرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے مجبور ہیں وہ اپنے سے تو سردی توڑ کر دکھائیں۔

اذان بہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ﴿ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام بہشت سے ہند میں اتارے گئے تو گھبرائے۔ جبرائیل امین نے اذان دی جب سرکار کا نامِ پاک آیا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ کہا آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں۔(حلیۃ الاولیاء) ۸

فائدہ ﴿ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اذان حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنے کے لئے سنائی گئی نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اذان سے حزن وملال اور گھبراہٹ دور ہوتی ہے اسی لئے اہل سنت قبر پر اذان پڑھتے ہیں کہ اس سے میت کو قبر کی وحشت سے خوشی اور سرور ملتا ہے۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''اذان بر قبر''

ایک دفعہ بنفس نفیس خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اذان دی۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ درمختار میں ضیاء کے حوالے سے ہے کہ ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان دی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز ادا کی اور اقامت بھی آپ نے پڑھی۔

---

۷ (دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، الْفَصْلُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ ذِكْرُ أَخْبَارٍ فِي أُمُورٍ شَتَّى دَعَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتُجِيبَ لَهُ،دُعَاؤُهُ بِإِذْهَابِ الْبَرْدِ، الحدیث۳۹۲، جلد۱، صفحہ۴۶۴، دار النفائس، بیروت)

۸ (حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد۵ ،صفحہ۱۰۷، السعادۃ- بجوار محافظۃ، مصر)

امام ابن حجر کی تحفۃ الاسلام میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی اور کلمات شہادت یوں کہے "اشھدانی رسول اللہ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں) اور ابن حجر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ نص مفسر ہے جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ (فتاوی رضویہ) [9]

فائدہ اس میں رد ہے ان فقہاء کا جو کہتے ہیں اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذان کہتے اور لوگ نماز کے لئے نہ آتے تو ان پر عذاب نازل ہوجاتا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر دکھلایا کہ اذان پڑھی تاکہ امت کے لئے سنت بن جائے وغیرہ وغیرہ۔

قبل از وقت اذان دے دی حدیث شریف میں ہے، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذَّنَ بِلاَلٌ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُعِيدَ فَرَقِيَ بِلاَلٌ وَهُوَ يَقُولُ لَيْتَ بِلاَلاً ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ وَابْتَلَّ مِنْ نَضْحِ دَمِ جَبِينِهِ يُرَدِّدُهَا حَتَّى صَعِدَ ثُمَّ قَالَ أَلاَ إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَذَّنَ حِينَ أَضَاءَ الْفَجْرُ [10]

یعنی حسن بصری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بلال نے قبل الفجر اذان دے دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم دیا وہ دوبارہ اس کو دہرائیں تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مینار یا بلند مقام پر چڑھے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کاش! بلال کی ماں اسے روتی ان کی پیشانی غرق آلود ہوگئی۔ وہ اس جملے کو دہراتے ہوئے مینار پر چڑھے اور یہ کہا خبردار عبد (بلال) سوگیا تھا اور یہ جملہ دو مرتبہ دہرایا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح صادق ہونے پر دوبارہ اذان دی۔

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال نے فجر سے پہلے اذان دے دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ". قَالَ اسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَسْنَانُ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ ، فَأَذَّنْتُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ- صلى الله عليه وسلم -أَنْ يُنَادِيَ فِي الْمَدِينَةِ ثَلاَثًا : "إِنَّ الْعَبْدَ رَقَدَ". ثُمَّ أَقْعَدَهُ إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ [11]

یعنی بلال تمہیں اس فعل پر کس نے اُبھارا۔ عرض کی حضور سو کر اُٹھا مگر نیند میں تھا گمان کیا صبح صادق ہوگئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ میں تین بار اعلان کرو کہ بندہ سویا ہوا تھا (یعنی نیند کی حالت میں تھا) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ

[9] (فتاویٰ رضویہ، جلد۵، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ۳۷۳، مطبوعہ رضا فائونڈیشن)

[10] (سنن دار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب ذکر الاقامۃ واختلاف والروایات فیھا، جلد۱، صفحہ۴۵۹، الحدیث۹۶۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت-لبنان)

[11] (السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب روایۃ من روی النھی عن، الحدیث۱۸۷۴، جلد۱، صفحہ۳۸۳، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند ببلدۃ حیدر آباد)

وسلم نے بلال کواپنے پہلو میں بٹھائے رکھا یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔

فائدہ ایسی احادیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ اذان قبل الفجر شروع نہیں ہے اور اگر غلطی سے دے دی گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ دینی چاہیے۔ مزید تفصیل کے لئے طحاوی، عینی، فتح الباری، نیل الاوطار کا مطالعہ کیجئے۔

سحری کی اذان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ [12]

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ بلال کی اذان سن کر سحری کھانے سے نہ رک جاؤ اس لئے کہ وہ رات کے وقت اذان کہتے ہیں تاکہ تہجد گزار لوگ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ خبردار ہو جائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ [13]

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات کے وقت اذان کہتے ہیں لہٰذا تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ [14]

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رات میں اذان کہا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن اُم مکتوم اذان کہیں کیونکہ وہ فجر طلوع ہونے پر ہی اذان کہتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ أَوْ قَالَ حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا

---

[12] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، الحدیث ۵۹۶، جلد۱، صفحہ۲۲۴، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

[13] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، الحدیث ۵۹۷، جلد۱، صفحہ۲۲۴، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

[14] (صحیح البخاری، کتاب الصوم، قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (لایمنعنکم من سحورکم)، الحدیث ۱۷۱۹، جلد۲، صفحہ۶۷۷، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

أَعْمَى لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحْتَ [۱۵]

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال تو دورانِ رات اذان پڑھتا ہے لہٰذا تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ اذان ہو یا فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو اور حضرت ام مکتوم نابینا تھے لہٰذا اُس وقت تک اذان نہیں پڑھا کرتے تھے جب تک لوگ یہ بتا نہ دیں کہ صبح ہوگئی ہے۔

بدعت وھابیہ غیر مقلدین وہابیہ کی بدعت میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ حضرت بلال کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے وقت روزہ داروں کو جگانے کے لئے اذان دینے پر مقرر کیا تھا لہٰذا اس مقصد کے لئے یہ اذان سنت ہے۔اس اذان کی منسونیت کے اثبات میں غیر مقلدین نے رسالے لکھے۔منجملہ ان کے ایک رسالہ ''اذانِ محمدی'' فقیر کے سامنے ہے اس کے مصنف کے لئے ٹائیٹل پہ یہ عبارت لکھی گئی ہے

الحمدللہ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ

مصنفہ

خطیب ہند حضرت مولانا محمد بن ابراہیم صاحب جونا گڑھی

بنام

اذانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں ایک مردہ سنت کو زندہ کیا گیا ہے یعنی ماہِ رمضان المبارک میں اذانِ سحری کی سنت کو صحیح حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین کی پوری تردید کی گئی ہے۔

انتباہ اُویسی نے کہا کہ اس رسالے کا نام ''اذانِ محمدی'' ہے تو پھر اس پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کا کیا معنی؟ یہ بھی علمی خامی ہے کہ رسالہ کے نام باسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا لکھا جائے یہ ایسے ہے جیسے کسی کا نام محمد ہے تو لکھا جائے ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' وغیرہ وغیرہ۔

اس رسالہ کا ناشر ہے ''مکتبہ شعیب حدیث منزل، کراچی''

تعارفِ مکتبہ یہ وہی مکتبہ ہے جس نے غنیۃ الطالبین شائع کی جس کا اشتہار اسی رسالہ کے آخری صفحہ پر

---

[۱۵] (صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب شھادۃ الاعمی وامرہ ونکاحہ وانکاحہ ومبایعتہ وقبولہ، الحدیث ۲۵۱۳، جلد۲، صفحہ ۹۴۰، دار ابن کثیر، الیمامۃ - بیروت)

یوں ہے غنیۃ الطالبین مترجم مع فتوح الغیب عربی اردو کا دوسرا ایڈیشن الحمدللہ چھپ کر مارکیٹ میں آ گیا ہے۔

یہ محبوبِ سبحانی، عامل روحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل قدر شہرۂ آفاق تالیف ہے۔ یہ کتاب صرف اردو میں ملتی تھی مگر ہم نے احباب کے اصرار اور خواہش پر بصرفِ زرکثیر اس کو عربی اردو میں طبع کرایا ہے اور پیر صاحب کی دوسری کتاب فتوح الغیب عربی اردو بھی ہم نے ساتھ ہی چھپوالی ہے۔ عربی کی تمام عبارت پر زبر، زیر، پیش، مد، جزم، تشدید وغیرہ سب اعراب لکھے ہوئے ہیں اس کتاب کی صحت محترم حضرت مولانا ہاشمی صاحب نے فرمائی ہے۔ دو جلدوں میں کامل مجلد، قیمت فی جلد بارہ روپے کامل چوبیس روپے۔ ضخیم کتابیں بار بار نہیں چھپا کرتیں۔ کتاب محدود تعداد میں طبع ہوئی ہیں آج ہی پتہ ذیل سے طلب فرمائیے ملنے کا پتہ: مکتبہ شعیب حدیث منزل کراچی نمبرا

کارنامہ ﴾ اس مکتبہ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین میں بیس رکعت تراویح کو اُڑا کر آٹھ رکعات تراویح چھاپ دی تا کہ عوام سمجھیں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہابی تھے۔ فقیر نے ان کے غلط نظریہ کے رد میں لکھا ہے ''کیا غوثِ اعظم وہابی تھے؟''

سنت یا بدعت ﴾ اذان سحری کو بایں معنی سنت کہنا کہ رمضان میں سحری کے لئے اذان کہنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے چنانچہ یہی مصنف لکھتا ہے، ''ان مردہ سنتوں میں سے ایک سنت سحری کے وقت کی اذان ہے یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں برابر دی جاتی تھی۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ عموماً حدیث کی کتابوں میں اذانِ سحری کی روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے۔'' (اذانِ محمدی، صفحہ۳)

پھر وہی احادیث نقل کیں جو اُوپر فقیر نے اذانِ بلالی میں لکھی ہیں۔

اس کو مردہ سنت کہہ کر اور پر مردہ سنت کے احیاء کے لئے زور دیا اور اپنی ایجاد بدعت کو سنت کہہ کر اس کے خلاف کرنے والوں کو کوسا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ ایک فاسق فاجر شرابی کبابی مشرک کافر سے انہیں اتنی عداوت نہ ہوگی جتنی کہ ایک غریب مسلمان عامل سنت ہے جہاں تک بھی بس چلے گا اس سنت اور اس کے عاملوں کو مٹانے کے درپے رہیں گے یہاں تک عوام الناس اور بعض دنیا طلب مولویوں نے اللہ تعالیٰ کے اس سچے اور پاک دین کو بگاڑا کہ سنت بدعت اور بدعت سنت معلوم ہونے لگی۔ سنتوں پر عمل متروک (ترک) ہو گیا اور ان کے قائم مقام بدعتیں ایجاد کر لی گئیں جن پر دھڑلے سے عمل ہو رہا ہے بلکہ سنت کو مٹانے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیتے ہیں مگر اے فدائیانِ سنت آ ؤ تمہیں ایک خوشخبری سناؤں، قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ [۱۶]

---

[۱۶] (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۱۷۶، جلد۱، صفحہ۶۲، المکتب الاسلامی، بیروت)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس خوش نصیب نے میری سنت کو اُس وقت تھاما کہ جب میری امت میں فساد پھیل گیا تو اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

اور فرمایا: مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِ النَّاسِ شَيْئًا [ا]

یعنی جس نے میری مردہ سنت کو حیاتِ نو عطا کی پھر لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے سب عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

بدعت وھابیہ پر زور اذانِ محمدی کے مصنف نے مذکورہ بالا حدیث لکھنے کے بعد بدعت کو ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے ان احادیث لکھنے کے بعد بدعت کو ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں ہمیشہ دو اذانیں ہوا کرتی تھیں ایک سحری شروع کرنے کی اور اس کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسری سحری موقوف کرنے اور نمازِ فجر شروع کرنے کی اور اس کے مؤذن حضرت ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب کوئی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے پھر کسی مسلمان کو اس میں دم مارنے اور چوں و چرا کرنے کی گنجائش نہیں اور جو لوگ باوجود ثابت ہونے کے پھر بھی اسے دل میں رکھیں یا اس فعل کو بُرا بتلائیں یا اس سے انکار کریں وہ لوگ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں چنانچہ فرمایا: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۵)

یعنی جب تک لوگ تمام اپنے آپس کے جھگڑوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو جی کھول کر بغیر دل کی تنگی کے بکشادہ پیشانی قبول نہ کرلیں تب تک خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہونے کے۔

اس سنت کے خلاف علمائے دہلی کا ایک مطبوعہ فتویٰ نظر سے گزرا

مجیب حضرات نے اس اذان کے ہونے کا تو اقرار کیا ہے مگر بعضوں نے حیلے حوالوں سے اس سنت کو ٹالنے اور مٹانے کی کوشش کی ہے وہ فتویٰ بجنسہ درجِ ذیل ہے اور ہم نے اس کے بعد متقدمین محدثین وغیرہ کی تحقیق اور ان کا مقرر کردہ وقت بھی بتلایا ہے گویا اس فتویٰ کو بالکل صاف کردیا ہے اور کوشش کی ہے کہ حق واضح ہوجائے۔ ”وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيْمٍ“

[ا] (سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فی الایمان وفضائل الصحابۃ والعلم، باب من احیا سنۃ قد اُمیتت، الحدیث ۲۱۰، جلد ۱، صفحہ ۷۶، دار الفکر، بیروت)

الجواب فجر سے پہلے اذان کہنے میں علماء کی بڑی بحث ہے جس کی تفصیل میں طول ہے صحاح ستہ اور فتح الباری اور نیل الاوطار اور نصب الرایہ درایہ غیرہ میں اس کا خلاصہ یہ ہے جس سے سب حدیثوں میں جمع اور تطبیق (باہم مطابق ہونا) بھی ہوجاتی ہے کہ اذان قبل فجر یعنی صبح صادق سے پہلے ضروری اور فرض تو نہیں ہاں جائز ومسنون ہے مگر یادرہے کہ یہ اذان صبح صادق سے چند منٹ ہی پیشتر ہونی چاہیے زیادہ نہیں اس صورت میں کسی کی سحری میں بھی نقصان نہیں۔ عہد نبوی میں یہ اذان ایسے ہی مشتبہ وقت میں ہوا کرتی تھی اس لئے کہ یہ اذان اس امر کی تنبیہ ہے کہ اب شب کا خاتمہ ہے اور فجر عنقریب ہونے والی ہے جلدی سے کھا پی لیا جائے، سوتے جاگ اُٹھیں اور تہجد گزار آرام کرلیں۔ یہ نہیں کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے صبح صادق سے اذان پڑھ دیں جس سے لوگوں کے روزوں میں خلل ہو اس لئے کہ نووی وغیرہ جن لوگوں نے حدیث سے اس امر کا استنباط کیا ہے تو حافظ ابن حجر نے فتح الباری[18] میں اس کا رد کردیا ہے اور لکھا ہے یہ امر حدیث کے خلاف ہے اور وہ حدیث یہ ہے، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ [19]

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ بلال کی اذان سن کر سحری کھانے سے نہ رک جاؤ اس لئے کہ وہ رات کے وقت اذان کہتے ہیں تاکہ تہجد گزار لوگ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ خبردار ہوجائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ [20]

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات کے وقت اذان کہتے ہیں لہٰذا تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا [21]

---

[18] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، جلد۲، صفحہ ۱۳۶، دارالمعرفۃ، بیروت)
[19] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، الحدیث ۵۹۶، جلد۱، صفحہ ۲۲۴، دارابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)
[20] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، الحدیث ۵۹۷، جلد۱، صفحہ ۲۲۴، دارابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)
[21] (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصوم تحصل بطلوع الفجر وان لہ، جلد۵، صفحہ ۳۸۰، حدیث ۱۰۹۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے بلال اور ابن ام مکتوم جو نابینا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات کو اذان دیتے ہیں تم ابن اُم مکتوم کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔ راوی کہتے ہیں اور ان کے اذان دینے میں یہ فرق تھا کہ وہ اترتے تھے اور یہ چڑھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَتْ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَصْعَدَ هَذَا [۲۲]

یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جناب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں تو کھاؤ پیو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان پڑھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دونوں کی اذان میں زیادہ فاصلہ نہ تھا مگر اتنا کہ ایک شخص اذان کہہ کر اترتا تو دوسرا اذان دینے کے لئے چڑھتا۔

قَالَ بَعْدَ أَنْ حَكَاهُ: يُرَجَّحُ هَذَا بِأَنَّ قَوْلَهُ "إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ" خَبَر يَتَعَلَّق بِهِ فَائِدَة لِلسَّامِعِيْنَ قَطْعًا، وَذَلِكَ إِذَا كَانَ وَقْت الْأَذَان مُشْتَبِهًا مُحْتَمَلًا لِأَنْ يَكُون عِنْدَ طُلُوع الْفَجْر فَبَيَّنَ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذَلِكَ لَا يَمْنَع الْأَكْل وَالشُّرْب بَلْ الَّذِيْ يَمْنَعهُ طُلُوعِ الْفَجْر الصَّادِق، قَالَ: وَهَذَا يَدُلّ عَلَى تَقَارُب وَقْت أَذَان بِلَال مِنْ الْفَجْر . انْتَهَى . وَيُقَوِّيهِ أَيْضًا مَا تَقَدَّمَ مِنْ أَنَّ الْحِكْمَةَ فِي مَشْرُوعِيَّته التَّأَهُّبُ لِإِدْرَاكِ الصُّبْح فِي أَوَّل وَقْتهَا الخ[۲۳]

یعنی کہا بعد اس کے ترجیح دی گئی اس کو اس قول کے سبب بیشک بلال اعلان کرتے تھے رات کو اس چیز کی جس میں سننے والوں کا فائدہ ہوتا تھا اور وہ جب ہوتا اذان کا وقت تو مشتبہ ہوتا احتمال کے سبب کہ وقت طلوع آفتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نہیں منع ہے کھانا پینا بلکہ وہ منع ہے صبح صادق کے طلوع ہونے سے۔ فرمایا اور یہ حضرت بلال کی اذان اور فجر کے وقت کے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ وہ جو اس سے مقدم ہے کہ بیشک حکمت اس کی مشروعیت میں ہوشیار کرنا ہے صبح کے ادراک کے لئے اس کے اول وقت میں۔

ھذا واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قالہ بقمہ ونمقہ بقملہ

ابوسعید محمد شرف الدین مقیم دہلی

---

[۲۳] (سنن النسائی، کتاب الاذان، باب ھل یؤذنان جمیعا أوفرادی، جلد۲، صفحہ۱۰، الحدیث ۶۳۹، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب)

[۲۴] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، قولہ باب کم بین الأذان والاقامۃ، جلد۲، صفحہ ۱۰۶، دار المعرفۃ، بیروت)

هوالموفق احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ اذانِ بلال جو صبح صادق سے پہلے ہوتی تھی اس کی غرض یہ تھی کہ تہجد پڑھنے والے تہجد ختم کر کے آرام کرلیں اور سونے والے ہوشیار ہوکر سحری وغیرہ کا بندوبست کرلیں اور کھالیں اور باوجود اس کے دونوں اذانوں میں زیادہ فاصلہ بھی نہ تھا۔

پس صورتِ مذکورہ سوال جب اذان مذکورہ ان دشواریوں کو پیدا کرتی ہے اور لوگوں سے روزے ترک کروادیتی ہے تو ایسی اذان کو اگرچہ وہ جائز بھی ہو رفع شر کے لحاظ سے چھوڑ دینا بہتر ہے نہ صرف بہتر بلکہ کسی درجہ میں ضروری بھی ہے۔خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جائز بلکہ اپنے پسندیدہ امور کو فتنہ عوام کی وجہ سے ترک فرمادیا ہے اور آج کل وہ فائدے جو اذانِ مذکور سے عہد نبوی میں مقصود ہوتے تھے جامع مسجد کے لوگوں سے حاصل ہوجاتے ہیں ان کی تحصیل کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے۔

کتبہ محمد کفایت اللہ سنہری مسجد دہلی

الجواب صحیح یقال له ابراهیم

مطلقاً اذان پچھلے کو مسنون نہیں ہے بلکہ مسنون وہی اذان ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا صحابہ کے وقت میں ہوتا تھا یعنی چند منٹ صبح سے پیشتر ہوتی تھی اس غرض سے کہ سونے والے کو متنبہ (خبردار) کریں اور جو تہجد میں مشغول ہیں ان کو باز رکھیں اگر اب بھی اس طریقہ سے کہا جائے تو مسنون ہے ورنہ بدعت **''کما لا یخفی علی الماھر''** اور فی زمانہ جیسا غلو دین میں کر رکھا ہے چاہے وہ فعل مطابق فعل نبی کے ہو یا نہ ہو سب سنت ہے تو ایسی سنت سے پرہیز بہتر ہے۔واللہ اعلم

حررہ السید محمد عبدالحفیظ

تبصرۂ اُویسی غفرلہ یہ فتاویٰ دیوبندی فرقہ کے فضلاء کا ہے وہ بھی غیر مقلدین کے اس عمل کو بایں معنی بدعت لکھ رہے ہیں اور یہی فقیر نے کہا ہے اور ہمارے علماء کرام اہل سنت بریلوی کا بھی یہی موقف ہے چنانچہ علامہ سید محمد احمد رضوی مرحوم فیوض الباری شرح البخاری، جلد۳، صفحہ ۲۸۶ میں لکھتے ہیں، ''ہمارے زمانہ کے غیر مقلدین وہابی حضرات نے بخاری کی زیر بحث احادیث سے یہ انوکھا استدلال کیا بلکہ اس پر عمل شروع کردیا ہے کہ حضرت بلال کو حضور نے سحری کے وقت روزہ داروں کو جگانے کے لئے اذان دینے پر مقرر کیا تھا لہٰذا اس مقصد کے لئے یہ اذان ہے اور اس کو پھر جاری کرنا چاہیے۔اس کے بعد احادیث کا صحیح موقف بیان فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ کی جس قدر روایتیں ہیں ان میں کسی روایت سے بھی مذکورہ بالا مطلب ثابت نہیں ہوتا اور نہ شارحین کرام میں سے کسی نے یہ استدلال کیا ہے۔چنانچہ

اس مضمون کی حدیثوں سے ائمہ کرام نے یہ استدلال تو کیا کہ اذان قبل الفجر جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو پہلی کافی ہے یا دوبارہ ضروری ہے مگر کسی شارح یا محدث نے یہ استدلال کیا ہی نہیں کہ حضرت بلال کی اذان سحری کو جگانے کے لئے ہوا کرتی ہے۔''

چنانچہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے تصریح کی کہ نماز فجر اگر نیند کے بعد آتی ہے اس لئے مناسب ہوا کہ ایک شخص مقرر کر دیا جائے جو فجر کا وقت آنے سے پہلے لوگوں کو جگایا کرے تا کہ لوگ نمازِ فجر کے لئے تیاری کر لیں اور اول وقت کی فضیلت حاصل کریں۔(فتح الباری) [25]

علامہ ابن حجر کی اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کا مقصد نمازِ فجر کے لئے اُٹھنا تھا سحری کے لئے جگانا نہ تھا ہاں یہ اعمال ضمنی طور پر ادا کئے جا سکتے ہیں یعنی حضرت بلال کی اذان کے بعد چونکہ رات کا کچھ وقت باقی رہتا تھا اس لئے اگر کسی کے تہجد یا وتر رہ گئے ہوں تو پڑھ سکتا تھا۔اسی طرح اگر روزہ رکھنا ہو تو سحری کھا سکتا تھا یا اگر رمضان کا مہینہ آ گیا ہے اور سحری نہیں کھائی ہے تو کھا سکتا ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کھاؤ پیو ابھی وقت باقی ہے۔غرضیکہ سحری کھانا تہجد پڑھنا وغیرہ تو ضمنی باتیں ہیں اذان کی غرض وغایت ان امور کی ادائیگی کے لئے نہ تھی چنانچہ تمام شارحین حدیث نے یہ مانا ہے کہ یہ اذان ماہ رمضان سے خاص نہ تھی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اذان کی غرض وغایت جو بیان فرمائی وہ یہ ہے،

لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ [26]

یعنی تا کہ تہجد گزار لوگ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ خبر دار ہو جائیں۔

جس سے واضح ہوا کہ یہ اذان سحری کے لئے جگانے کو نہ تھی بلکہ نمازِ فجر کے لئے اُٹھانے اور اس کی تیاری کے لئے تھی

چنانچہ شارحین نے لکھا، مَعْنَاهُ يَرُدُّ الْقَائِمَ: أَيِ الْمُجْتَهِدَ إِلَى رَاحَتِهِ لِيَقُومَ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ نَشِيطًا، أَوْ يَتَسَحَّرَ إِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى الصِّيَامِ وَيُوقِظُ النَّائِمَ لِيَتَأَهَّبَ لِلصَّلَاةِ بِالْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ .[27]

یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ اذان اس لئے تھی کہ تہجد پڑھنے والا نماز پوری کر کے ذرا آرام کر لے تا کہ نمازِ صبح کے لئے خوش وخرم اُٹھے اور اگر روزہ کی حاجت ہو یا روزہ کا ارادہ ہو تو سحری کھا لے اور جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے تا کہ نمازِ فجر کے لئے غسل وضو اطمینان سے ہو سکے۔

---

[25] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، جلد۲، صفحہ۱۰۴، دار المعرفۃ، بیروت)

[26] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذن قبل الفجر، جلد۱، صفحہ۲۲۴، الحدیث ۵۹۶، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

[27] (نیل الاطار، تابع کتاب الصلاۃ، باب الاذان فی اول الوقت وتقدیمہ علی الفجر خاصۃ، جلد۲، صفحہ۳۲، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ)

دیکھئے شارحین نے یہ تصریح کی کہ اگر روزہ کی حاجت ہو یا ارادہ ہو تو سحری کھالے ظاہر ہے کہ اگر رمضان آجائے اور روزہ فرض ہو جائے تو پھر ارادہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس سے واضح ہوا کہ احادیث زیر بحث میں اذانِ بلالی سحری جگانے کے لئے نہ تھی اور نہ رمضان سے خاص تھی غرض کہ کسی بھی شارح نے احادیث زیر بحث سے یہ نتیجہ نہیں نکالا کہ اذان سحری کے لئے تھی اور یہ کہ اس مقصد کے لئے اذان کو جاری رکھنا سنت ہے۔ (فیوض الباری) ۲۸

نجدیوں کی طرف سے تردید ﴾ وہابی غیر مقلدین اپنے امورِ شرعیہ کا مرکز نجد کو مانتے ہیں بلکہ اس کی پیروی پر فخر کرتے ہیں اور نازاں ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب "حرمین طیبین" کے مطابق ہے اگر وہ اس قول میں سچے ہیں تو پھر ہماری بات نہیں مانتے تو اپنے مرکز نجد کی مانیں کہ حرمین کے رمضان کے علاوہ بھی ایک اذان قبل از طلوع فجر تہجد وغیرہ کے لئے ہوتی ہے دوسری طلوعِ فجر کے بعد ہوتی ہے۔ اگر یہ اذان قبل طلوع فجر صرف سحری کے جگانے کے لئے ہے تو پھر مرکز نجد میں یہ اذان غیر رمضان میں رکوادیں۔ ثابت ہوا کہ غیر مقلدین وہابیوں کی بدعاتِ سیئہ میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ اذان قبل طلوع فجر کو صرف سحری جگانے کے لئے بتانا۔

آخری اذان ﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روز آنے میں دیر ہوئی تو اضطراب میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" نکل آیا۔ آقا یہ سنتے ہی صحن میں آگئے اور یہ جملہ جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے امت کی تعلیم کے لئے کسی غیبی قوت نے کہلوایا تھا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا اور اس دن کے بعد اس کلمے کو فجر کی اذان میں بڑھانے کا حکم دے دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذانوں کا سلسلہ وصالِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک مدینہ طیبہ میں جاری رہا۔ سرورِ کائنات کو آغوشِ لحد میں آسودہ کیا گیا تو حضرت بلال نے مٹی اپنے ہاتھ سے ہموار کر کے ہاتھوں سے اس پر پانی چھڑکا اور غمگین دل سے اس دور کی آخری اذان پڑھی جوں ہی "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی تکرار کی تو نڈھال ہو کر گر پڑے۔ اس دن کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد التجاؤں کے باوجود اذان پڑھنے سے معافی چاہی اور رو رو کر کہا کہ مجھے اس کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد میں یہ خدمت انجام نہ دے سکوں گا۔ وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدینہ سے باہر جانے کی اجازت چاہی اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خدا اور اس کے حبیب کا واسطہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ تیری جدائی مجھ سے برداشت نہ ہوگی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ سن کر مزید اصرار کرنا مناسب نہ

---

۲۸ (فیوض الباری، جلد ۳، صفحہ ۲۸۷)

سمجھا اور آخر کار ۱۳ھ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روکا نہ جاسکا اور وہ اسلامی لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور غولان نامی ایک قصبہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے۔ خلیفۂ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ کی رقم برابر ملتی رہی۔ ایک رات حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمارہے ہیں اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا ابھی وقت نہیں ہوا کہ تم ہماری زیارت کو آؤ۔ یہ خواب دیکھتے ہی غلام اپنے آقا کے حضور میں چل دیئے۔ دل میں اضطراب لئے پتھروں پر گرتے سنبھلتے اپنی منزل تک جا پہنچے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گنبد کی چوکھٹ پر سر رکھ کر آنسوؤں کے دریا بہا دیئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تمام مدینہ میں پھیل گئی لوگ جوق در جوق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آرہے تھے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اپنے نانا کے غلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں صاحبزادوں کو گلے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بار بار چومتے رہے نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ لوگوں نے شہزادگانِ رسالت کو مجبور کیا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے لئے کہیں نواسے حکم دیں تو نانا کے غلام کی کیا مجال کہ ٹال سکیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھے اور سرمستی کے عالم میں اپنی زندگی کی آخری اذان کا آغاز کیا فلک کے دریچے کھل گئے، فرشتوں نے جھانک کر دیکھا کہ ہاں یقیناً یہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی آواز ہے۔ اے گردشِ ایام تھم جا، رک جا کہ پھر شاید یہ لمحہ قیامت تک نہ آئے جس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روضۂ اقدس کی طرف اشارہ کر کے ''اشھد وان محمدا رسول اللہ'' کی تکرار کی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ یہی محسوس کیا جارہا تھا کہ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ہی پردہ فرمایا ہے لوگوں کی طبیعتیں بے قابو ہو گئیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آ گیا، مسلمان روتے روتے بے تاب ہو گئے، عورتیں گریہ زاری کرتی ہوئیں گھروں سے آئیں، سنانے والا زبانِ حال سے بیتے ہوئے دنوں کی داستان دہرارہا تھا، سننے والوں کی روحیں ستاروں سے اوپر پرواز کر رہی تھیں یہ حالت دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ اذان کا سلسلہ ختم کر دیں لیکن آخر کار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشکل اذان کو پورا کیا۔ نماز کے بعد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹھہرے رہے پھر اپنی منزل یعنی دمشق کی جانب چل دیئے۔

وصال ایک دن کھیت میں کام کرتے کرتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی گھر پہنچے تو یکا یک حالت

غیر ہوگئی یہ حالت دیکھ کر اہلیہ محترمہ رونے لگیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تسلی دی اور فرمایا انتظار اور جدائی کی گھڑیاں ختم ہوگئیں کل ان شاء اللہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچ جاؤں گا۔اللہ کی شان ایسا ہی ہوا دوسرے روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرما گئے "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" اس طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تریسٹھ سال کی عمر پا کر وفات پائی اور دمشق میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رحلت فرما جانے کی خبر سن کر خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آج ہمارا سردار فوت ہوگیا ہے۔"

میدانِ حشر میں اذانِ بلالی کثیر بن مرہ حضرمی روایت کرتے ہیں،

قال رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) تبعث ناقة ثمود لصالح فیر کبھا من عند قبرہ حتی توافی بہ المحشر قال معاذ وأنت ترکب العضباء یا رسول اللّٰہ قال لا ترکبھا ابنتی وأنا علی البراق اختصصت بہ من دون الأنبیاء یومئذ ویبعث بلال علی ناقة من نوق الجنة ینادی علی ظھرھا بالآذان فإذا سمعت الأنبیاء وأممھا أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ وأشھد أن محمدا رسول اللّٰہ قالوا ونحن نشھد علی ذلک [۲۹]

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالح علیہ السلام کے ناقہ (اونٹنی) ثمود لایا جائیگا وہ اپنے مزار سے اس پر سوار ہو کر میدانِ حشر میں آئیں گے۔ حضرت معاذ نے عرض کی حضور آپ تو عضبا ناقہ پر سوار ہوں گے۔ فرمایا اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا جو اس روز سب انبیاء علیہم السلام سے الگ خاص مجھ ہی کو عطا ہوگی اور ایک جنتی اُونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سوار ہوں گے اور اس پر سوار ہو کر اذان دیں گے۔ جب انبیاء اور ان کی امتیں "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا لرَّسُوْلُ اللّٰه" سنیں گے تو بول اُٹھیں گے کہ ہم بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

طنزِ وهابی جوابِ اُویسی غفرلهٗ کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ صبح کی اذان نہ دی لوگ پریشان ہوگئے کہ آج رات لمبی کیوں ہوگئی ہے۔ کسی نے کہا کہ بلال کی اذان کے بغیر سورج طلوع نہ ہوگا چنانچہ لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر اذان کی درخواست کی تو سورج طلوع ہوگیا۔ یہ جھوٹا

---

[۲۹] (الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ ربنا ولک الحمد، جلد۲، صفحہ۳۲۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

قصہ عوام میں مشہور ہے اور اس پر قوالی کہی جاتی ہے

حضرت بلال نے جو اذانِ سحر نہ دی — قدرت خدا کی دیکھو نہ مطلق سحر ہوئی

ہم صحیح مسلم شریف کی روایت سے حضرت بلال کا صحیح واقعہ نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا قصہ کے بالکل برعکس ہے۔

ایک رات خیبر سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں صحابہ کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ حضرت بلال کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا کہ وہ ساری رات جاگیں اور صبح نماز کے لئے جگائیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ سفر کی تھکاوٹ کے باعث فوراً سو گئے ۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے وقت انہیں بھی نیند کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ وہ بھی سو گئے حتی کہ سورج نکل آیا اور اس کی تمازت (دھوپ کی تیزی) سے اللہ کے رسول جاگ گئے دیکھا کہ بلال بھی سو گئے ہیں ۔آپ نے بلال کو اُٹھایا اور پوچھا کہ بلال آپ کو کیا ہوا۔ حضرت بلال نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے نفس پر وہی چیز غالب آگئی جو آپ کے نفس پر غالب آئی یعنی نیند نے آپ کو سلا دیا تو مجھے بھی سلا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے سے فوراً نکل جانے کا حکم دیا۔ تھوڑی دور جا کر صحابہ نے وضو کیا حضرت بلال کو حکم ہوا کہ وہ تکبیر کہیں آپ نے جماعت کروائی اور نماز کے بعد فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔ ۳۰

تبصرہٗ اُویسی غفرلہ ﴾ یہ مضمون غیر مقلدین وہابیہ کے ایک رسالہ سے لیا گیا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مذکورہ مع حوالہ اور تحقیق فقیر نے صدائے نوی شرح مثنوی میں عرض کی بہ اینہمہ مجھے مخالفین کی روایت کردہ حدیث پر کچھ کہنا ہے وہ اس لئے کہ مخالفین دھوکہ دینے میں بہت بڑے مشاق (تجربہ کار) ہیں حدیث کا نام لے کر اپنی مرضی جو سراسر دین سے مذاق بلکہ یہودیانہ روش ہے۔ فقیر مفصل کے اصل حدیث شریف اسی مسلم شریف سے نقل کرتا ہے جس کا مخالف نے نام لے کر دھوکہ کیا ہے۔

اصل حدیث شریف پیش کرتا ہوں اور تفصیل بھی۔ اصطلاح محدثین میں یہ واقعہ قصۃ التعریس سے مشہور ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِینَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَیْبَرَ سَارَ لَیْلَهُ حَتَّى

---

۳۰ (صحیح مسلم، کتاب المسجد و مواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا، الحدیث ۶۸۰، جلد۱، صفحہ ۴۷۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرَى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلَّى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ [۳۱]

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپسی میں ساری رات سفر کرتے رہے حتیٰ کہ اخیر شب کے وقت آپ پر نیند کا غلبہ ہوا آپ اس وقت ٹھہر گئے اور حضرت بلال سے فرمایا تم آج رات ہماری حفاظت کرو۔ حضرت بلال بقدر استطاعت نوافل پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ سو گئے۔ فجر کے قریب حضرت بلال نے مطلع فجر کی طرف متوجہ ہو کر اپنی اونٹنی سے ٹیک لگا لی اور انہیں نیند آ گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی نہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ کسی اور صحابی کی یہاں تک کہ ان پر دھوپ آ گئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے (اور دھوپ دیکھ کر) حضور سونے اور نماز کے فوت ہو جانے سے حق تعالیٰ کے قہر وجلال اور اس کی تجلی سے ڈرے اور فرمایا اے بلال! حضرت بلال نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے باپ فدا ہوں میری روح کو بھی اسی ذات نے خوابیدہ کر دیا تھا جس نے آپ کی روح کریم کو سلا دیا تھا۔

دوسری حدیث میں ہے، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ عَرَّسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوا حَتَّى اسْتَيْقَظُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّئُوا وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ بِالصَّلَاةِ أَوْ يُقِيمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ

---

[۳۱] (صحیح مسلم، کتاب المسجد ومواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا، الحدیث ۶۸۰، جلد ۱، صفحہ ۴۷۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ وَقَدْ رَأَى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنْ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ[۳۲]

یعنی زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رات کو اترے راہ میں مکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقرر کیا بلال کو اس پر کہ جگا دیں ان کو واسطے نماز کے تو سو گئے بلال اور سو گئے لوگ پھر جاگے اور سورج نکل آیا تھا اور گھبرائے لوگ تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا تاکہ نکل جائیں اس وادی سے اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے پس سوار ہوئے اور نکل گئے اس وادی سے تب حکم کیا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترنے کا اور وضو کرنے کا اور حکم کیا بلال کو اذان کا یا تکبیر کا پھر متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف اور دیکھا ان کی گھبراہٹ کو تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو۔ بے شک روک رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو اور اگر چاہتا تو وہ پھیر دیتا ہماری جانوں کو سوا اس وقت کے اور کسی وقت تو جب سو جائے کوئی تم میں سے نماز سے یا بھول جائے اس کی پھر گھبرا کے اٹھے نماز کے لئے تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جیسے پڑھتا ہے اس کو وقت پر پھر شیطان آیا بلال کے پاس اور وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو لٹا دیا ان کو پھر لگا تھپکنے ان کو جیسے تھپکتے ہیں بچے کو یہاں تک کہ سو رہے وہ پھر بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو پس بیان کیا بلال نے اسی طرح جیسے فرمایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال ان کو پس بیان کیا بلال نے اسی طرح جیسے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال ان کا ابوبکر سے تو کہا ابوبکر نے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اوہام باطلہ واقعہ تعریس کو لے کر مخالفین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ذیل کے سوالات اُٹھاتے ہیں۔

(۱) اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ میری نماز قضا ہوگی تو سرے سے نہ سوتے۔

(۲) سو گئے تو نماز کے وقت فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے۔

---

۳۲ (موطا مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، باب النوم عن الصلاۃ، جلد۲، صفحہ۲۰، الحدیث ۳۶، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان)

(۳) آپ پر شیطان کا حملہ ہو جاتا ہے تبھی تو آپ نے اس رات نماز نہ پڑھی۔

جواباتِ کاملہ

(۱) لاعلمی کی تہمت کو خیر خانہ ساز ہے کیونکہ دونوں روایات موجود ہیں۔ دوسری روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ حالات دیکھے اور پھر من وعن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیئے جیسا کہ اوپر گزرا اور پھر اسی معجزہ اور خبر غیبی کی تصدیق حضرت بلال نے کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا'' أَشْهَدُ أَنَّکَ رَسُولُ اللّٰہِ'' یہ معجزہ دیکھنے کے وقت صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ اس طرح کے الفاظ پڑھ دیتے۔ اگر اسی کا نام لاعلمی ہے تو پھر علم اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا بلکہ شرم وحیاء کی آنکھ اور حق شناس عقل نصیب ہو تو یہاں علم غیب کا اتنا زبردست ثبوت ہے کہ معمولی سی سمجھ والا بھی انکار نہ کرے وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوائف بتائے بلکہ ابلیس اور اس کی کاروائی جسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دی۔

(۲) نماز کے لئے نہ اُٹھنا اس لئے نہ تھا کہ آپ خوابِ غفلت میں تھے بلکہ اس کے وجوہ ہیں جنہیں تلخیص کے ساتھ ہم نے شرح تلخیص صحاح ستہ میں لکھا ہے یہاں مختصراً عرض ہے کہ سب کو معلوم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے اسی شفقت ورافت ورحمت کے پیش نظر دیکھا کہ امت غفلت کا شکار ہو کر نمازیں قضاء کر دیگی اور قضائے نماز کی سزا سخت ہے ان کو اسی سزا سے بچانے کے لئے نماز قضاء ہو جانے کو عملی سنت کا جامہ پہنایا تا کہ امت کی قضاء نمازوں کو پناہ مل جائے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضاء نمازوں کو قبول فرمائیگا اس کے طفیل امت کی قضاء نمازوں کو بھی شرفِ قبولیت نصیب ہوگا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو شب تعریس کے بیدار ہونے کے بعد مضطرب اور پریشان دیکھا تو ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو قبض کر لیا تھا اگر وہ چاہتا تو ہمیں وقت پر بیدار فرماتا اور فرمایا کہ جب تم سے کوئی نماز بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔ اس سے واضح ہوا کہ اس نمازِ قضاء سے آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت پر احسانِ عظیم فرمایا لیکن افسوس کہ بعض احسان فراموش امتی ہونے کا دعویٰ کر کے اس واقعہ سے اپنے آقا ومولیٰ کے نقص وعیب بیان کرتے ہیں۔

(۳) نیند تو اس وقت غفلت لاتی ہے جب انسان پر غفلت کا امکان ہو۔ آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

غفلت کا الزام کسی بد بخت اور منحوس دماغ کی چھاپ ہے اور پھر یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ غفلت نسیان سے پیدا ہوتی ہے اور نسیان دماغی کمزوری سے اور ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نسیان سے کوسوں دور کیونکہ دماغ عالی انسانی کمزوریوں اور ظاہری بیماریوں سے پاک نہیں۔ فقیر اُویسی نے اسی موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے ''النسیان فی الانسان عرف انسان اور بھول''

(۴) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر وقت بیدار رہتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے،

تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ ۳۳ یعنی میری آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میری نیند اتنی ہے کہ میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں لیکن میرا دل آگاہ اور خبردار رہتا ہے اور فرمایا کہ میں اپنی خواب کی حالت میں بھی تمہاری باتیں سنتا رہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ حضور کے لئے ناقص وضو نہیں اور پہلا وضو ہی باقی رہتا ہے۔

بتائیے کہ جس کا دل بیدار ہو اور صرف آنکھ بند ہو تو اسے کیسے بے خبر کہا جا سکتا ہے جبکہ ایک معمولی انسان بھی اپنے تخمینے اور اندازے سے سورج کے طلوع وغروب سے غافل نہیں رہ سکتا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح الزام لگایا جا سکتا ہے۔

سوال ﴿ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک بیدار تھا تو پھر عملاً نماز قضاء کی اور یہ گناہ ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو واقعی نیند تھی۔

جواب ﴿ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دے چکے ہیں یعنی اس میں حکمت ایزدی تھی اس لئے وحی والہام کے ذریعے بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ نہ فرمایا تا کہ قضائے فوائت کا سبب اور امت کو شرفِ اتباع نصیب ہو اور یہی جواب نسیان وسہو کے امور میں بھی یاد رکھنا۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشاہدۂ ربانی میں مستغرق ہوتے تو ماسوی اللہ کے ہر شے یعنی ہر صور ومعانی سے بے نیاز اور غیر ملتفت ہو جاتے تھے جیسے بعض اوقات بحالت وحی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کیفیت کو عدم ادراک یا نسیان یا غفلت سے تعبیر کرنا جہالت بلکہ سفاہت ہے بلکہ یوں عقیدہ ہونا چاہیے کہ اس وقت قلب نبوی پر ایک عظیم حالت کا طاری ہو جانا جسے خدائے عزوجل کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا۔

(مدارج النبوۃ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

---

۳۳ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام، الحدیث ۳۳۴۶، جلد ۳، صفحہ ۱۳۰۸، دار ابن کثیر، الیمامۃ - بیروت)

حضرت مولانا روم قدس سرہ بھی اسی عارفانہ توجیہہ کے قائل ہیں چنانچہ فرمایا:

سراز آن خواب مبارک برنداشت | تانماز صبحدم آمد بچاشت

درشب تعریس پیش آن عروس | یافت جان پاک ایشان دستبوس

ان اشعار اور شب تعریس کی مزید تحقیق فقیر کی شرح مثنوی بہ صدائے نووی حصہ میں پڑھئے۔

محقق دماغ اور منصف مزاج کے لئے فقیر کی یہ مختصر تحقیق کافی ہے اور ضدی ہٹ دھری کے لئے غیر شافی۔ اس کے لئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ کا مشورہ ملاحظہ ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال شریف میں عقلی قیاس حسن ادب کے دائرے سے باہر ہے اور اس کا حکم متشابہات میں حکم کرنے کی مانند ہے۔ (مدارج النبوۃ، جلد۲)

حضرت بلال راحت جانجانان صلی اللّٰہ علیہ وسلم ﴾کُل کائنات کو راحت نصیب ہوتی ہے محبوبِ خدا سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میٹھے بول سے لیکن محبوب خدا کو راحت میسر آتی ہے آوازِ بلالی شیریں مقالی سے۔

فقیر نے اذانِ بلالی کی تعداد مختصر عرض کی ہے تا کہ رسالہ ضخیم نہ ہو یہ صرف چند نمونے یادگارِ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔

جوابِ اذان کے فضائل ومسائل ﴾حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو خطاب کر کے فرمایا: **يا معشر النساء إذا سمعتن هذا الحبشی يؤذن ويقيم فقلن كما يقول فإن الله يكتب لكن بكل كلمة مائة ألف حسنة ويرفع لكن ألف درجة ويحط عنكن ألف سيئة، قلن هذه للنساء، فما للرجال؟ قال للرجال ضعفان** ۳۴

یعنی اے گروہ زنان! جب تم بلال کو اَذان و اِقامت کہتے سنو، تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لئے رکلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کریگا، عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لئے کیا ہے؟ فرمایا مَردوں کے لیے دُونا۔ ۳۵

جوابِ اذان کا ثواب ﴾اذانِ فجر میں سترہ (۱۷) کلمے ہوتے ہیں اور باقی اذانوں میں پندرہ کلمے ہوتے ہیں۔ پانچوں وقت کی اذانوں کا جواب دیا تو ستتر (۷۷) لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستتر (۷۷) ہزار درجے بلند کئے جائیں

---

۳۴ (کنز العمال، الفصل الرابع فی الآذان والترغیب فیہ وآدابہ، جلد۷، صفحہ ۲۸۷، حدیث ۲۱۰۰۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

۳۵ (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ ۴۶۲، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

گے،ستتر (۷۷) ہزار گناہ معاف کئے جائیں گے۔ یہ عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے دوگنا ہے اور اقامت میں سترہ (۱۷) کلمے ہوتے ہیں تو پانچوں وقت کی اقامت کا ثواب عورت کے لئے یہ ہوا کہ پچپاسی (۸۵) لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ پچپاسی (۸۵) ہزار درجے بلند ہوں گے اور پچپاسی (۸۵) ہزار گناہ معاف ہونگے اور مردوں کے لئے دوگنا ثواب ہے۔

جوابِ اذان کا طریقہ ﴾ موذن جو کلمات کہہ چکے سننے والا بھی وہی کہتا جائے اور جب مؤذن ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے ''قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ'' [۳۶] یعنی یارسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے اے اللہ شنوائی اور بینائی کے ساتھ مجھے متمتع کر۔ (بہارِ شریعت) [۳۷]

مؤذن کے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہنے کے بعد سننے والا بھی یہی کہے اور ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' [۳۸] بھی کہے اور ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْم'' کے جواب میں ''صَدَقْتَ وَ بَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ'' [۳۹] (تو سچا اور نیکوکار ہے اور تو نے حق کہا) کہے۔ [۴۰] اقامت کا جواب مستحب ہے۔ اس کا جواب بھی اسی طرح ہے فرق اتنا ہے کہ ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ'' کے جواب میں دونوں بار ''اَقَامَھَا اللّٰہُ وَ اَدَامَھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ'' [۴۱] یعنی اللہ اس کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے جب تک آسمان اور زمین ہیں۔ [۴۲]

---

۳۶ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، جلد۲، صفحہ۸۴، دارالمعرفۃ، بیروت)

۳۷ (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ۴۶۲، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

۳۸ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، جلد۲، صفحہ۸۱، دارالمعرفۃ، بیروت)

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، جلد۱، صفحہ۵۷، دارالفکر، بیروت)

۳۹ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، جلد۲، صفحہ۸۳، دارالمعرفۃ، بیروت)

۴۰ (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ۴۷۲، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

۴۱ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، جلد۱، صفحہ۵۷، دارالفکر، بیروت)

۴۲ (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ۴۷۳، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

اذان کے مسائل ﴾ اذان منارہ پر یا خارج مسجد کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ ہے۔ [۴۳] جمعہ کے خطبہ کی اذان بھی اس میں شامل ہے۔

فاسق معلن یعنی داڑھی منڈا یا کترواکر ایک مٹھی سے کم رکھنے والا یا اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والا اذان نہیں کہہ سکتا کہے گا تو دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔

خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو زبان سے دینا جائز نہیں۔ [۴۴]

اگر چند اذانیں سنے تو پہلی کا جواب دے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔

تتمہ ﴾ اذان کے بارے میں مختلف باتیں عرض ہیں۔

اذان کی گستاخی کی سزا ﴾ كَانَ رَجُلٌ مِنَ النَّصَارَى الْمَدِينَةِ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ يُنَادِي أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ :حُرِقَ الْكَاذِبُ، فَدَخَلَتْ خَادِمُهُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي بِنَارٍ وَهُوَ نَائِمٌ وَأَهْلُهُ نِيَامٌ، فَسَقَطَتْ شَرَارَةٌ، فَأَحْرَقَتِ الْبَيْتَ فَاحْتَرَقَ هُوَ وَأَهْلُهُ [۴۵]

یعنی مدینہ منورہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سنتا "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" تو کہتا "حُرِقَ الْكَاذِبُ" (معاذ اللہ) یعنی جھوٹا جل جاوے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اس کے اہل وعیال تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے۔

فائدہ: اذان کی گستاخی کا یہ حال ہے تو پھر اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جو بانی اسلام کی گستاخی و بےادبی کرتا ہے۔ چند باتیں ہم نے "گستاخوں کا برا انجام" میں عرض کی ہیں۔

اذانِ ابو مخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ﴾ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ عَلَّمَهُ هَذَا الْأَذَانَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ

---

[۴۳] (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ ۴۶۹، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

[۴۴] (بہارِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ ۴۷۳، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

[۴۵] (تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المائدۃ، جلد ۴، صفحہ ۱۱۶۴، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ مَرَّتَیْنِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ مَرَّتَیْنِ زَادَ إِسْحٰقُ اللّٰهُ أَکْبَرُ اللّٰهُ أَکْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ [۴۶]

یعنی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کواذان اس طریقہ سے سکھائی "اَللّٰهُ أَکْبَرُ اللّٰهُ أَکْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ" آپ نے فرمایا پھر دوبارہ یہی پڑھو "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ" دومرتبہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" دومرتبہ۔اسحاق کی روایت میں اخیر میں یہ بھی ہے "اللّٰهُ أَکْبَرُ اللّٰهُ أَکْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ".

عَنْ أَبِی مَحْذُورَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ کَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ کَلِمَةً رواه أحمد والترمذی وأبو داود والنسائی والدارمی وابن ماجه [۴۷]

یعنی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوپر والی روایت میں اذان کے پورے انیس کلمے ہیں شہادت کے چاروں کلمے اس میں مکرر نہ ہونے کی وجہ سے چار کلمے کم ہوجائیں گے اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کا اضافہ ہوجائے گا۔اس کمی اوراس کے بعدان کی تعداد پوری سترہ ہوجائے گی۔

محذورہ کواذان سکھانے کا واقعہ شوال ۸ ھ کا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے فارغ ہوکر واپس آرہے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل روایات کے جمع کرنے سے معلوم ہوتی ہے دلچسپ بھی ہے اور ایمان افروز بھی اس لئے اس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے فارغ ہوکر اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک خاصی بڑی تعداد ان کی تھی جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن ہی معافی دے کر آزاد کیا تھا تو یہ اس وقت شوخ نوجوان تھے اور مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اور یار دوستوں کے ساتھ حنین کی طرف چل دیئے۔خود بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس ہورہے تھے راستہ ہی میں حضور سے ہماری ملاقات ہوئی۔نماز کا وقت آنے پر رسول اللہ صلی اللہ

---

[۴۶] (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الاذان، جلد۱، صفحہ ۲۸۷، الحدیث ۳۷۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

[۴۷] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ۔الفصل الاول، باب الاذان۔الفصل الثانی، جلد۱، صفحہ ۱۴۲، الحدیث ۶۴۴، المکتب الاسلامی، بیروت)

علیہ وسلم کے مؤذن نے اذان دی۔ ہم سب اس اذان سے (بلکہ اذان والے دین ہی سے) منکر و متنفر تھے۔ اس لئے سب ساتھی مذاق اور تمسخر کے طور پر اذان کی نقل کرنے لگے اور میں نے بالکل مؤذن ہی کی طرح خوب بلند آواز سے نقل کرنی شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز پہنچ گئی تو آپ نے ہم سب کو بلوا بھیجا ہم آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے آپ نے فرمایا بتاؤ تم میں وہ کون ہے جس کی آواز بلند تھی (ابومخدورہ کہتے ہیں کہ) میرے سب ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اور بات سچی بھی تھی۔ آپ نے اور سب کو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا کھڑے ہو اور اذان کہو (ابومخدورہ کا بیان ہے) اس وقت میرا حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ نے جس اذان کے دینے کا حکم دیا تھا اس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض میرے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی یعنی میرا دل (معاذ اللہ) آپ کی نفرت اور بغض سے بھرا ہوا تھا لیکن میں مجبور اور بے بس تھا اس لئے ناچار حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خود اذان بتانی شروع کی اور فرمایا کہو''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ'' (آخر تک بالکل اسی طرح جس طرح اوپر والی حدیث میں گزر چکی ہے۔ آگے ابومخدورہ بیان کرتے ہیں) جب میں اذان ختم کر چکا تو آپ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی اور میرے سر کے اگلے حصہ پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھا اور پھر آپ نے دست مبارک میرے چہرہ پر اور پھر میرے سامنے کے حصہ پر یعنی سینہ پر اور پھر قلب و جگر پر پھر نیچے ناف کی جگہ تک پھیرا۔ پھر مجھے یوں دعا دی، بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ[۴۸]

یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔

یہ دعا آپ نے مجھے تین دفعہ دی (حضور کی اس دعا اور دست مبارک کی برکت سے میرے دل سے کفر اور نفرت کی وہ لعنت دور ہو گئی اور ایمان اور محبت کی دولت مجھے نصیب ہو گئی) اور میں نے عرض کیا کہ مجھے مکہ معظّمہ میں مسجد حرام کا مؤذن بنا دیجئے آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم حکم دیتے ہیں اب مسجد حرام میں تم اذان دیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شہادت کے کلمے''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اور''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ'' مکرر یعنی دو دو دفعہ کے چار چار دفعہ کیوں کہلائے غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں اُس وقت تک ایمان آیا نہیں تھا۔ انہوں نے صرف حکم سے مجبور ہو کر اپنے اس وقت تک کے عقیدے کے بالکل خلاف اذان دینی شروع کر دی تھی اور اذان کے کلمات میں سب سے زیادہ ناگوار ان کو اس وقت شہادت کے یہی دو کلمے تھے (یعنی''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اور''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ'') جب ایک دفعہ وہ کہہ چکے تو حضور نے فرمایا ان کلموں کو پھر دوبارہ کہو اور خوب بلند

---

[۴۸] (سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب الحیض، باب الترجیع فی الاذان، جلد ۱، صفحہ ۳۹۳، الحدیث ۱۹۱۹، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند بلدۃ حیدر آباد)

آواز سے کہو۔اس عاجز کا خیال ہے کہ آپ ان کی زبان سے کلمے کہلوا رہے تھے اور خود اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ تھے کہ وہ ان کلموں کو اپنے اس بندے کے دل میں اتارے۔الغرض یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ اس وقت کی ان کی خاص حالت کی وجہ سے آپ نے شہادت کے یہ کلمے مکرر کہلوائے ہوں ورنہ کسی روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مستقل مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم دیا ہو اور وہ اذان میں شہادت کے کلمے اس طرح چار چار دفعہ کہتے ہوں اسی طرح عبداللہ بن زید کے خواب کی صحیح روایات میں بھی شہادت کے یہ کلمے دو ہی دفعہ وارد ہوئے ہیں لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ابومحذورہ مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی طرح اذان دیتے رہے یعنی ان کلموں کو مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق چار چار دفعہ کہتے رہے جس کو اصطلاح میں (ترجیع) کہتے ہیں جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضور نے جس طرح ان سے اذان کہلوائی تھی اور جس کی برکت سے ان کو دین کی دولت ملی تھی وہ ایک عاشق کی طرح چاہتے تھے کہ ہو بہو وہی اذان ہمیشہ دیا کریں ورنہ وہ یہ ضرور جانتے ہوں گے کہ حضور کے مؤذن بلال کس طرح اذان دیتے ہیں۔اسی واقعہ کی روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابومحذورہ کے سر کے اگلے حصے (ناصیہ) پر جہاں دست مبارک رکھا تھا وہاں کے اپنے بالوں کو کبھی کٹواتے نہیں تھے اس عاجز کا خیال ہے کہ جیسی یہ ان کی ایک عاشقانہ ادا تھی اسی طرح ان کی ایک ادا یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ ترجیع کے ساتھ اذان کہتے تھے اور بلا شبہ حضور کو اس کا علم تھا لیکن حضور نے منع نہیں فرمایا اس لئے اس کے بھی جواز میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں اور حقیقت وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے بیان فرمائی ہے کہ اذان واقامت کے کلمات کا یہ اختلاف بس مختلف قرأتوں کا ہے۔ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کے مزید جوابات فقیر کی تصنیف ''انوار الرحمن فی اقامة والاذان'' پڑھیں۔

امریکن محقق کا اعتراف ﴿امریکہ کا ایک سر پھرا مگر بکار خویش ہشیار محقق اس دریافت میں تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ آواز کون سی سنی جاتی ہے۔اس نے اس سے قبل ایک کتاب ''مانو یا نہ مانو'' لکھ کر بہت نام پیدا کیا۔اس کے بارے میں پروفیسر احمد الدین مارہروی لکھتے ہیں کہ اس محقق کا نام ''رپلے'' (Ripley) تھا۔ وہ بھارت آیا تو اخبارات میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ایک روز مذکورہ سوال کے سلسلہ میں امپیریل لائبریری کلکتہ آیا۔نوادرات اور عجائبات کے متلاشی تو بہت ہوئے ہیں لیکن اس میں یہ انفرادیت تھی کہ وہ صرف معاشی اور علمی عجوبوں سے دلچسپی رکھتا تھا۔لندن اور امریکی اخبارات میں اس کے چند ہی چٹکلے شائع ہوئے تھے کہ لوگوں نے اس پر آوازیں کسنی شروع کر دی۔کسی نے اس کو دنیا کا سب سے بڑا دروغ گو قرار دیا تو کسی نے اس کو ایک فریب گردانا وہ بات ہی ایسی کہتا تھا کہ

عقل اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی تھی لیکن جب تحقیقات کی جاتی تو سو فیصد صحیح ہوتی۔ ہفتہ وار ٹائمز آف انڈیا نے بھی اس کے ان مضامین کی خوب اشاعت کی تھی اس لئے وہ ہمارے نزدیک ایک جانی پہچانی شخصیت تھی۔

پروفیسر احمد الدین مارہروی صاحب کہتے ہیں اس کے پاس ایک ڈائری تھی جس میں ہندوؤں کی کتابوں کے نام درج تھے۔ وہ اپنی تحقیق کے لئے ان کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا اور کسی ایسے ماہر کا متلاشی تھا جو اسے اس خاص موضوع پر معلومات فراہم کر سکے اس کو ایک پنڈت سے جو سنسکرت سیکشن کے ماہر تھے ملایا گیا لیکن وہ رپلے کو مطمئن نہ کر سکا۔ پنڈت کے لاجواب ہونے کے بعد اس نے اپنی ڈائری بند کر دی اور کہا میں اس کھوج میں نکلا ہوں کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے۔ پہلے جانوروں کی بولیوں کا جائزہ لیا لیکن ان میں ہم آہنگی بہت کم دیکھی، پھر انسان کی طرف توجہ کی تو وہاں بھی بھانت بھانت کی آوازیں سنائی دیں، ریلوے انجن کی سیٹی کا تجزیہ کیا تو امریکی، یورپی اور افریقی سیٹیوں میں فرق نظر آیا۔ اب صرف ایک امر باقی رہ گیا تھا کہ دنیا کے مذہب کو دیکھا جائے ان میں شاید کوئی مناجات یا حمد مل جائے جو بین الاقوامی حیثیت سے عام ہو۔ دنیا میں چار بڑے مذاہب ہیں۔

(۱)عیسائیت (۲)بدھ مت (۳)اسلام (۴)ہندو دھرم

آج کل میں ان کا جائزہ لے رہا ہوں۔ عیسائی ممالک نے مجھے ہر قسم کی معلومات فراہم کر دی ہیں لیکن ان میں بے انتہا تنوع اور افتراق ہے۔ بدھوں کے ہاں یکسانیت مقابلتاً زیادہ ہے لیکن نہ اتنی کہ ان کی کسی بالجہر عبادت کو آوازوں میں پہلا نمبر دیا جا سکے۔ ہندوستان میں بھی آپ نے دیکھ لیا کہ اعداد و شمار جمع کرنا کتنا مشکل ہے بظاہر تو یہاں بھی کامیابی ہی نظر آتی ہے۔ قبل اس کے کہ یہ محقق اسلام کے متعلق کچھ کہے ایک صاحب نے خود ہی یہ سوال داغ دیا کہ اسلام کے متعلق آپ کی جستجو کا ماحصل کیا ہے؟ بظاہر وہ اس کا دوٹوک جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ اپنی ڈائری کا ایک دوسرا ورق کھول کر کہنے لگا ابھی میں تمام اسلامی ملکوں میں نہیں گھوما مصر، شام، عرب، فلسطین اور عراق کا دورہ کر پایا ہوں۔ ان سب میں قدر مشترک یہ نظر آئی کہ ہر جگہ عبادت عربی زبان میں ہوتی ہے لیکن ان میں عبادتیں مختلف ہیں جنہیں ایک آواز کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

ہم نے فوراً محسوس کر لیا کہ اس برگشتہ راہ کو ہدایت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بڑی ہوشیاری اور چابکدستی سے کام کرنا ہوگا چنانچہ اسے تو یہ کہہ کر رخصت کر دیا گیا کہ ہندو دھرم کے متعلق آپ خود معلومات بہم پہنچائیں اور اسلام کے بارے میں ہم آپ کو ایک جرمن عالم سے ملائیں گے جو ممکن ہے آپ کی رہنمائی کر سکے۔

جرمن عالم کا سنتے ہی رپلے کے پژمردہ چہرے پر مہتابیاں سی پھوٹنے لگیں اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں جن کا ہر لفظ محققین کے نزدیک حرفِ آخر ہوتا ہے تو اسے گونہ اطمینان ہو گیا کہ اسے نہ صرف اسلام بلکہ ہندو مذہب کے متعلق بھی پوری معلومات حاصل ہو جائیں گی کیونکہ میکس ملر نے تمام دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ سنسکرت کے سب سے بڑے ماہر جرمن پروفیسر ہی ہوتے ہیں ہم نے بھی اس کی اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری نہ سمجھا اور محفل برخاست ہوگئی۔

اس کے بعد تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی غرض سے جس شدومد سے دوڑ دھوپ ہوئی اس کا جب خیال آتا ہے دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔

دوسری نشست حسان سہروردی کے مکان پر ہوئی جو معاشرت میں تو بالکل انگریز لیکن دل سے بڑے جذباتی مسلمان تھے۔ ان کے ذمہ یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ اس نووارد کو شیشے میں اتاریں اور اس سے اسلام کا لوہا منوائیں۔ انہوں نے اس کا تذکرہ جب جرمن پروفیسر سے کیا تو اس نے چٹکی بجاتے ہوئے اس کا نہایت عمدہ حل پیش کر دیا کہنے لگا آپ اس سے نماز یا عبادت کا ذکر نہ کریں جس میں اختلاف کی بڑی گنجائش ہے بلکہ اس کی جگہ اذان پر زور دیں جو ہر جگہ یکساں ہوتی ہے۔

رپلے کو عروس البلاد کلکتہ میں پانچواں تھا اس دوران وہ نا معلوم کس کس سے مل چکا تھا۔ کتنے مندروں میں بھجن اور پرارتھنا سن چکا تھا لیکن اب بھی اپنی تگ و دو سے غیر مطمئن تھا۔ اس کی آخری امید پروفیسر کی رہنمائی تھی لیکن جب ذاکر زکریا نے بجائے ہندو دھرم کے اسلام پر گفتگو شروع کی تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔ انہوں نے حتمی طور پر جب یہ فیصلہ صادر کیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنائی دینے والی آواز اذان ہے تو اسے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا اس نے یہ تسلیم کیا کہ ہر مسجد میں پانچ وقت اذان ہوتی ہے لیکن وہ یکساں کس طرح ہوسکتی ہے۔ یہ بات اس کے مغرب زدہ ذہن میں کسی طرح نہ سماتی تھی اسے جب مختلف مساجد میں لے جا کر اذان سنائی گئی تو لحن کے اختلاف کے باعث وہ ان میں رابطہ قائم نہ کر سکا اور طرح طرح کے اعتراضات کرتا رہا۔ اب ہم پھر سر جوڑ کر بیٹھے کہ اب کون سا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جو اس سنگلاخ پتھر میں جونک لگ سکے۔ مختلف تدابیر سامنے آئیں لیکن اس دفعہ بھی پروفیسر ہی کا تیر نشانے پر بیٹھا۔

اس وقت تک دنیا ٹیپ ریکارڈنگ سے نا آشنا تھی لیکن گراموفون ایجاد ہو چکا تھا اور کلکتہ میں ہز ماسٹرس وائس کمپنی ریکارڈ تیار کرتی تھی۔ ان سے یہ سودا کیا گیا کہ سامنے ریکارڈ کیا جائے اور پھر وہ ان سب کو بیک وقت سن کر اندازہ لگائے کہ ایک ہی چیز ہے یا مختلف النواع صدائیں ہیں۔ گراموفون کمپنی نے اس کے معاوضے میں اتنی زیادہ رقم طلب کی جس کا ادا

کرنا ہم میں سے کسی کے بس کا روگ نہ تھا لیکن خدا بھلا کرے پنڈ دادن خاں کے ملک التجار حاجی محمد امین صاحب (بانی امین برادرز کراچی وڈھاکہ) کا جنھوں نے بغیر ہماری درخواست کے کُل رقم اپنی جیب سے ادا کر دی اور دو دن کے اندر بیس ایسی مساجد کی اذانوں کے ریکارڈ تیار ہو گئے جن میں بعض کا فاصلہ بیس میل سے بھی زیادہ تھا۔ رپلے نے جب یہ ریکارڈ غور سے سنا تو پھڑک اُٹھا ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اُٹھ اُٹھ کر ہاتھ ملایا اور کہتا کہ آپ لوگوں نے میری برسوں کی محنت ٹھکانے لگا دی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کروں لیکن ہم اس کو اپنی نہیں بلکہ اسلام کی فتح سمجھتے تھے۔

پھر جب وہ امریکہ واپس پہنچا اور اس نے ''مانو یا نہ مانو'' کی دوسری جلد لکھنی شروع کی تو ابتدا ہی میں اس عنوان کے تحت کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے جواب دیا کہ وہ مسلمانوں کی اذان ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

ہر وقت اذان ﴿ اگر آپ دنیا کے نقشے پر ایک نظر ڈالیں تو آپ جان لیں گے کہ اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے عین مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک ہزاروں جزیروں کا مجموعہ ہے جن میں جاوا، ساٹرا، بورینو اور سیلبز بڑے جزیرے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا گنجان آباد ہے اور اس کی آبادی اٹھارہ کرُوڑ کے لگ بھگ ہے۔ مسلمانوں کی آبادی میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے جس وقت وہاں صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں اس وقت ڈھاکہ میں رات کے دو بج رہے ہوتے ہیں۔ طلوعِ سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرق جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور بیک وقت ہزار مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ ساٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اس کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے اذان کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے بنگلہ دیش میں اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضاء توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ اور میں اذانِ فجر کا ایک ہی وقت ہے سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔

پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے اس دوران میں شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول عرض پر واقع ہے۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا دورانیہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ بمشکل جکارتہ تک پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے جس وقت مشرقی جزائر انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس وقت افریقہ میں ہنوز فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں سینکڑوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا۔

بچے کے کان میں اذان پڑھنے کی حکمت ﴾ ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر نے فرمایا کہ میں مسلمان ماں باپ کے گھر نہ پیدا ہوا ہوتا اور اپنے سائنسی مطالعہ کے دوران مجھ تک دائمی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دو باتیں پہنچتیں تو میرے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے لئے کافی ہوتیں۔

ان میں سے پہلی بات نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا پُر از حکمت ارشادِ نبوی ہے۔ دوسری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھوئے جائیں مگر کسی کپڑے تولیہ وغیرہ سے صاف نہ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بچوں کی نفسیات دماغ کی ساخت (Memory) یاداشت کے نظام کی دریافت بیسویں صدی میں ہوئی ہے اسی طرح جراثیم کے باب میں انسان نے ماضی قریب میں کھوج لگایا ہے جبکہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقائق چودہ سو سال قبل منکشف کر دیئے تھے۔

غور فرمایا تعلیماتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنی گہرائی، گیرائی اور ایپائی ہے کہ جس نکتے پر غور کریں

کرشمه دامن دل می کشد که جا اینجاست

یعنی حسن سراپا کی تجلی دل کے دامن کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

کیا یہ تعلیمات عصر حاضر کے آلام کا مداوا نہیں؟ ﴾ کیا دین و دنیا کی فلاح

ونجات الٰہی پر منحصر نہیں۔کیا ہمارے معاشی، سیاسی ،فکری اور نظری مسائل کا حل ان میں مضمر نہیں؟ ہے اور ضرور ہے یہ انہی تعلیمات کی ہمہ گیری اور اعجاز ہے کہ مشہور مغربی فلسفی اور اسکالر برنارڈ شا(Bernard Shaw) کو کہنا پڑا

I Believe that if a man like him accepts the dictatorship of the modern world, he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness.

مجھے یقین ہے کہ اگر ایسی شخصیت دنیائے جدید کی حکمرانی قبول فرمالے تو وہ تمام مسائل اس انداز میں حل کرنے میں کامیاب ہوجائے گی کہ دنیا کو وہ سکون وامن میسر ہوگا جس کی ازحد ضرورت ہے۔

فاضل علامہ آسی سیالکوٹی نے فرمایا:

اے امن پسندو آجاؤ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سایۂ رحمت میں
اس چارہ گرہستی کے سوا انسان کا کوئی بھی چارہ نہیں

آخری گزارش ﴾اذان کے بارے میں کئی مسائل مختلف فیہ ہیں مثلاً اذان برقبر،اذان میں انگوٹھے چومنا،اذان سے پہلے یا بعد کو درود وسلام پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔اس ہر ایک کے لئے علماء اہل سنت کی متعدد تصنیفیں ہیں۔فقیر نے بھی ان کے فیوض وبرکات سے رسائل ہیں ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

بہاولپور۔پاکستان